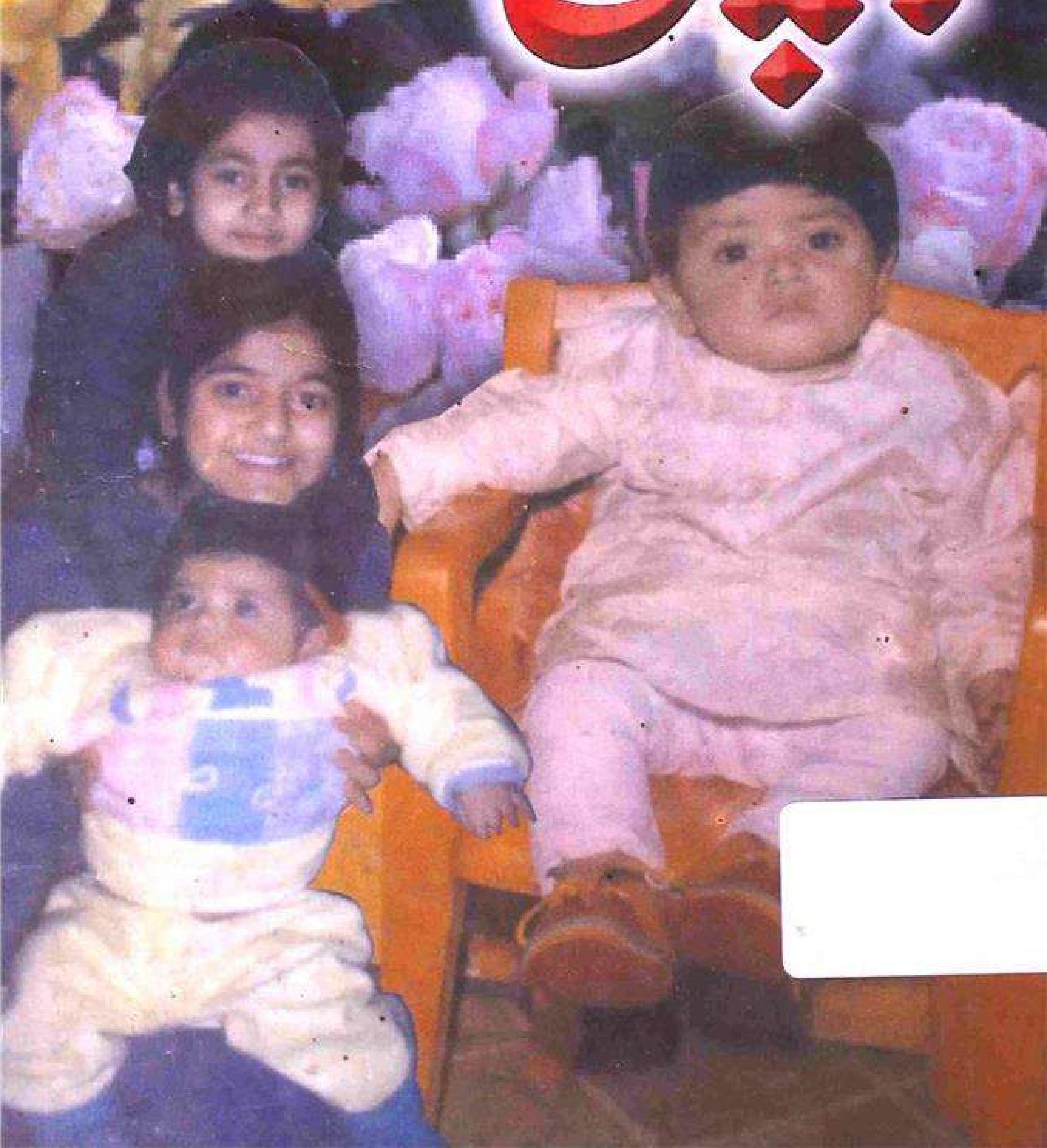
ابرار کرت پوری

بچوں کی نظمیں

بچپن



بچپن

(بچوں کی نظمیں)

ابرار کرت پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بیٹی

دیبا ابرار

کے

نام

نام کتاب : بچپن
نام شاعر : ابرار کرت پوری
موضوع : بچوں کی نظمیں

سن اشاعت

باراوّل : ۲۰۰۲ء

ناشر : مرکزِ علم ودانش
قدسیہ منزل 172/6 ذاکرنگرنئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

قیمت : چالیس روپیہ Rs. 40.00

ملنے کے پتے

۱۔ مرکزِعلم ودانش قدسیہ منزل 172/6 ذاکرنگرنئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵
۲۔ غالب اکیڈمی بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی۔۱۱۰۰۱۳

یہ کتاب اُردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے

فہرست منظومات

پیش لفظ

تجسس معصوم بچوں کا وصف اور فطرتِ ثانی ہوتی ہے۔ یہی تجسس مستقبل میں بچہ کو دنیا اور اس کے علوم کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے شعراء نے بھی بچوں کی تربیت، دل چسپی اور ذہنی ارتقاء میں اپنی شاعری کے ذریعہ گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ سرور جہاں آبادی، اسمٰعیل میرٹھی، تلوک چند محروم، حامد اللہ افسر، شفیع الدین نیّر، اور افسر میرٹھی جیسے محترم شعراء کا کلام جو انہوں نے بچوں کے لیے کہا ہے۔ ہمارے بچوں کے ادب کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔ ہمارے یہ بزرگ شعراء جو شمع منوّر کر گئے ہیں اس کو برقرار رکھنا آج کے شاعروں کا فرض بھی ہے اور ادبی خدمت بھی۔ ہر زمانے میں یہی ہوتا آیا ہے، چراغوں سے چراغ جلے ہیں۔ جنہوں نے ذہنوں کو روشنی بخشی ہے۔ اسی طرح کوشش ہوتی رہی تو مستقبل میں نہ صرف اس روشنی کو برقرار رکھا جا سکے گا بلکہ اس ضیائے ادب میں روز افزوں اضافہ ہوگا۔

اس حقیر نے انہیں جذبات کے پیش نظر ایک مجموعہ ''دلکش نظمیں'' پیش کیا تھا۔ جس کو ترقی اردو بیورو نے شائع کیا تھا۔ اس کتاب پر اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ نے انعام سے بھی نوازا تھا۔ اب کتاب ہذا ''بچپن'' جس میں ہر عمر کے بچوں کے لیے نظمیں

پیش کی جارہی ہیں قارئین کی نذر ہے۔اس کتاب میں ایک نئی چیز پیش کی گئی ہے اور وہ ہیں بچوں کے موضوعاتی تمثیلی مشاعرے۔ کہانی اور ڈرامہ کی طرح تمثیلی مشاعرہ بھی ہمارے ادبی سماج کے لیے ہمارے شعراء کی دین ہے۔قدیم شعرا کا تمثیلی مشاعرہ جب ہم سنتے اور دیکھتے ہیں تو اس دور کے رہن سہن، تہذیب اور تمدن تمثیلی انداز میں ہماری آنکھوں کے سامنے منظر بن کر پھر جاتے ہیں۔ساتھ ہی ہم بزرگ شعرا کا کلام بھی سنتے ہیں۔

اسی طرح کے نئے انداز کے موضوعاتی تمثیلی مشاعرے آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس کے پروگرام افسر کی تجویز پر میں نے لکھے تھے۔ان میں مختلف کردار پیش کیے تھے۔ یہ مشاعرے مختلف کردار موضوعات اور کیفیات کے حامل تھے۔ مثلاً برسات کا مشاعرہ، جاڑوں کا مشاعرہ، گرمی کا مشاعرہ، اور سنگیت مشاعرہ وغیرہ۔ ان مشاعروں میں سے تین تمثیلی مشاعرے آل انڈیا ریڈیو سے نشر بھی ہوئے۔ بچوں کی دل چسپی معلومات اور تفریح طبع کے لیے مشاعروں کا یہ تجربہ کامیاب رہا تھا۔

تمثیلی مشاعروں کے علاوہ اس کتاب میں میں نے چند دیگر منظومات بھی پیش کی ہیں حمد باری تعالیٰ اور نعت اور ایک مناجات بھی پیش کی ہے۔علاوہ ازیں دیگر منظومات کی تفصیل انڈیکس کے طور پر شامل کی گئی ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ''بچپن'' نہ صرف بچوں کو دل چسپی فراہم کرے گی بلکہ معلومات میں اضافے کا سبب بنے گی۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کے سلسلے میں اپنی گراں قدر آراء سے نوازیں تاکہ وہ میری اصلاح اور مستقبل میں مزید بہتر کی جستجو کا سبب بنے۔ میں نے ہر صفحے پر بچوں کی آسانی کے لیے لفظوں کے معنی بھی لکھ دیے ہیں تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

ابرار کرت پوری

حمد

رازق[1] مالک اور مختار[2]
رب ہے سب کا پالن ہار

سردی، گرمی، برکھا، دھوپ
موسم موسم اُس کا روپ

اونچے پربت، بن میدان
ندیاں جھرنے اس کی شان

پنچھی، حیواں اور بشر
ساری مخلوقات[3] شجر[4]

وہ تو سب کا داتا ہے
روز کرم فرماتا[5] ہے

پانی بخشے کھانا دے
تن ڈھکنے کو کپڑا دے

---

۱ رزق دینے والا ۲ اختیار رکھنے والا ۳ اللہ کے بنائے جاندار ۴ پیڑ ۵ مہربانی کرتا ہے۔

ٹھنڈی ہوائیں ہم کو دے
پاک غذائیں[1] ہم کو دے

دکھ اور راحت[2] اس کی دین
عزّت، ذلّت اس کی دین

ہم اس کا دم بھرتے ہیں
اس کی پوجا کرتے ہیں

***

1. کھانے کی چیزیں 2. آرام

''مناجات''

اے خدا تشنہ[۱] لبوں کو جام دے
ابر کو بارش کا اِذنِ عام[۲] دے

یہ تپش، گرمی، ترے بندوں کا صبر
قوتِ برداشت[۳] کا انعام دے

کچھ تو کر معصوم[۴] بچوں کا خیال
خوش گواری کا انہیں انعام دے

پیاسے بادل میری دھرتی پر نہ بھیج
اپنے میکائیل[۵] کو پیغام دے

۱ پیاسوں ۲ عام حکم ۳ برداشت کرنے کی طاقت ۴ ہر گناہ سے پاک ۵ پانی برسانے والے فرشتہ کا نام

آفتابی کرفیو ہے ہر طرف
اس میں کچھ نرمی کا اب انعام دے

اک طرف گرمی سکھاتی ہے لہو
ظلم پیاسی زندگی کو شام دے

یوں نہ برسا اب لہو اے کردگار
کچھ تو عزرائیل[1] کو آرام دے

ربِّ اکرم بھیج دے ابر کرم[2]
جو سبھوں کو زیست کا پیغام دے

ہے دعا ابرارؔ کی پروردگار
آدمی کو فرصت[3] از آلام دے

****

[1] عزرائیل جان نکالنے والے فرشتہ کا نام [2] کرم کے بادل [3] غموں سے چھٹکارا

نعت

سب سے افضل[۱] ہمارے رسولؐ
کتنے اچھے ہیں ان کے اصول

ان کی تعلیم قرآن ہے
جس پہ ہم سب کا ایمان ہے

ان کا پیغام سچائی ہے
جس کا ہر لفظ دانائی[۲] ہے

نیکیوں کا صلہ[۳] ہے بڑا
صرف سچ ہے نبیؐ کا کہا

بھائی بھائی سب انسان ہیں
ایک مالک کی سنتان ہیں

اس کی نعمت سے جھولی بھرو
باپ اور ماں کی خدمت[۴] کرو

---

۱ اچھے اور برتر ۲ دانائی عقلمندی ۳ بدلہ ۴ سیوا

حق کہو[1] ترکِ باطل[2] کرو
اپنا ایمان کامل[3] کرو

روشنی کا وہ مینار ہیں
صاف دل پاک کردار ہیں

بہرِ انسان[4] ہر عہد[5] میں
ان کی سیرت[6] کی شمعیں جلیں

علم حاصل کرو دوستو
آدمیّت کو اونچا کرو

بھیجو انؐ پہ درود اور سلام
جن کا ابرار ادنیٰ غلام

***

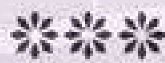
---

۱ سچ ۲ جھوٹ کو چھوڑنا ۳ مکمل ۴ انسان کے لیے ۵ زمانہ ۶ کردار

برسات کا مشاعرہ

نوٹ: ان مشاعروں کو پڑھنے والوں کے لیے کچھ ضروری باتیں بتانا ضروری ہیں۔ مشاعرہ شاعروں کا وہ جلسہ ہوتا ہے جہاں شاعر اپنا کلام سناتے ہیں۔ کسی خاص شخص کو مشاعرہ کا صدر بنایا جاتا ہے۔ ایک شخص سب شاعروں سے ان کا کلام محفل مشاعرہ میں موجود لوگوں کو سنواتا ہے جسے ناظم مشاعرہ کہا جاتا ہے۔ مشاعرہ شروع ہونے سے پہلے صدر یا کوئی خاص شخص مشاعرہ کی شمع روشن کرتا ہے۔ پرانے زمانے میں جس شاعر سے کلام سننا ہوتا تھا اس کے سامنے شمع رکھ دی جاتی تھی۔ اب ناظم مشاعرہ شاعر کو بلاتا ہے۔ شمع روایت کے طور پر روشن کی جاتی ہے۔ شاعر دو طرح شعر سناتے ہیں۔ ترنم سے یعنی گا کر اور تحت میں یعنی بغیر گائے۔ سادہ طریقہ سے کلام کے معنی بات کرنے کے ہیں لیکن شاعر جو کچھ سناتا ہے وہ اس کا کلام کہلاتا ہے۔ مشاعرہ ہماری تہذیب کا آئینہ ہوتے ہیں۔ ناظم مشاعرہ نہایت احترام اور ادب کے ساتھ شاعروں کو کلام سنانے کی دعوت

دیتا ہے۔ سامعین[1] محظوظ[2]۔ کلام بلاغت نظام[3]۔ زحمتِ سخن[4] واہ واہ بہت خوب سبحان اللہ[5]۔ درخواست ہے۔ استدعا ہے[6]۔ دادو تحسین[7]۔ جیسے الفاظ اگر نہ ہوں تو مشاعرہ کا مزا ہی نہیں۔ مثلاً جب ناظم مشاعرہ کہتا ہے۔ حضرات و سامعین کرام! میں اب ''فلاں شاعر صاحب سے درخواست کر رہا ہوں کہ تشریف لائیں اور اپنے کلام بلاغت سے سامعین کو محظوظ فرمادیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ شاعروں کا کلام توجہ سے سماعت فرمادیں گے[8] اور اچھے شعروں پر شاعروں کو داد و تحسین سے نوازیں گے۔ سامعین واہ واہ! سبحان اللہ! کیا خوب فرمایا ہے! مکرّر ارشاد[9] کیا فصاحت[10] ہے کیا بلاغت[11] ہے جیسے الفاظ سے شاعر کو نوازتے[12] ہیں۔ اگر دادو تحسین کا سلسلہ نہ ہو تو مشاعرے بے جان ہوتے ہیں۔ یہ سب الفاظ اور جملے مشاعروں میں سننے کو ملتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمثیلی مشاعرے پڑھنے کے لیے ان سب آداب اور الفاظ کی جانکاری ہو جائے تو سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔



---

۱ سامعین سننے والے ۲ بہرہ مند ہونا ۳ بہت اونچا کلام ۴ کلام سنانے کی تکلیف ۵ کسی کی تعریف کرنا ہو تو کہتے ہیں ۶ درخواست ہے ۷ سراہنا تعریف کرنا ۸ سنیں گے ۹ پھر کہئے ۱۰ آسانی سے سمجھ میں آنے والا ۱۱ موقع کے مطابق بات کرنا ۱۲ مہربانی کرنا۔

برساتی مشاعرہ

کردار:

صدارت: استاد گھٹا گھنگھوروی

نظامت: سیلاب پانی پتی

شعرا: مینڈک تالابی

آم ملیح آبادی

سیلاب پانی پتی

بادل گرجوی

پھسلن کیچڑوی

شاعرات: چھتری برکھارتی

بجلی آسمانی

(دھنک ہفت رنگی صاحبہ مائک پر آتی ہیں)

محترم حضرات!

آج کا برساتی مشاعرہ جناب استاد گھٹا گھنگھوروی کی صدارت میں برپا ہو رہا ہے اس مشاعرے میں موسم کے اہم اور مشہور شاعر اور شاعرات شریک ہیں۔ نظامت کے فرائض جناب سیلاب پانی پتی فرمائیں گے۔ اس سے پہلے کہ سیلاب صاحب سے درخواست کروں میں پہلے جناب صدر سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مبارک ہاتھوں سے آج کے برساتی مشاعرے کی شمع روشن کریں۔

(جناب صدر شمع روشن کرتے ہیں اور سیلاب پانی پتی نظامت کا بار سنبھالتے ہیں)

شعراء کرام اسٹیج پر آتے ہیں۔ سامعین[1] تالیوں سے ان سب کا استقبال کرتے ہیں۔

سیلاب پانی پتی: حضرات! ابھی محترمہ دھنک ہفت رنگی[2] نے حکم دیا ہے کہ میں اس برساتی مشاعرے کی نظامت کروں۔ میں سیلاب نوازی[3] کے لیے ممنون[4] ہوں۔

حضرات!

میں سیلابی شاعر ہوں بدنام بھی ہوں
اپنے فن میں تھوڑا تھوڑا خام[5] بھی ہوں

سامعین!

آج کل برسات کا موسم ہے۔ سارا جہان پھسل رہا ہے یا سیل رہا ہے۔ مشاعروں کا سیزن آف ہے۔ محترمہ دھنک ہفت رنگی تعریف کے قابل ہیں اس آف سیزن میں بھی انہوں نے برساتی مشاعرہ کر کے جہاں شعرا نوازی کا ثبوت دیا ہے وہیں ہمیں برساتی شاعروں کے دیدار اور ان کا کلام سننے کا موقع بھی دیا ہے۔

حضرات!

اس موسم میں جو شخص بھی بارش زدہ[6] ہو گیا ہے اس کی حالت بھیگی بلی یا بھیگی مرغی جیسی ہو گئی ہے۔ اس سیلے ہوئے اور کیچڑ زدہ ماحول میں آج کے

---

۱ سامعین سننے والے ۲ سات رنگ والی ۳ مہربانی ۴ احسان مند ۵ کچا ۶ بارش کا ستایا ہوا۔

اس برساتی مشاعرے کے آغاز[1] کے لیے میں محترمہ پھسلن کیچڑوی کو زحمت[2] دے رہا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور اپنے کلام سے اس برساتی مشاعرے کا آغاز کریں:

پھسلن کیچڑوی: محترم حضرات غزل پیش کر رہی ہوں

مطلع ہے: صاف ستھرائی تیری سوتن ہوں
میں کہ کیچڑ نگر کی پھسلن ہوں

شعر ہے: اچھے اچھے دھڑام سے گر جائیں
ایسی چکنی ہوں ایسی پرفن[3] ہوں

گرتے ہیں مجھ پہ چل کے بے پروا
بے خبر لوگوں کی میں دشمن ہوں

نو سو کھا کے جو حج کو جاتی ہے میں وہی پاکباز جُجن ہوں

سب پھسلتے ہیں مجھ پہ اے پھسلن
کوئی مرتا نہیں ابھاگن ہوں

پھسلن صاحبہ غزل پڑھ کے مائک سے ہٹتی ہیں

سیلاب: حضرات!

۱ شروع ۲ تکلیف دینا ۳ چالاک۔

ابھی آپ نے پھسلن کیچڑوی صاحبہ کا کلام سنا کیا انداز پایا ہے انہوں نے۔ایک شعران کی نذر[1] ہے:

شعر پھسلن کے سب سنے ہوں گے
اچھے اچھے پھسل پڑے ہوں گے

حضرات! آپ نے کنویں کے مینڈک تو دیکھے اور سنے ہی ہوں گے۔آج ہم نے اس مشاعرے میں زحمت دی ہے جناب مینڈک تالابی کو ان سے درخواست ہے کہ ذرا دیر کے لیے تالاب سے پھدک کر مائک پر تشریف لادیں مجھے یقین ہے کہ ان کا کلام ٹرٹر پیغام اس برسات کے موسم کی زبان ثابت ہوگا اور آپ حضرات کو متاثر کرے گا۔

(مینڈک تالابی مائک پر آتے ہیں)

مینڈک تالابی: حضرات ایک نظم پیش کرتا ہوں

میں مینڈک تالابی ہوں
فخر مجھے میں آبی[2] ہوں

جب دھرتی پر چلتا ہوں
پھدک پھدک کر چلتا ہوں

[1] پیش ہے [2] پانی کا

ٹر ٹر میرا گانا ہے
برساتی افسانہ[1] ہے

گھر منزل ہو یا رستہ
پانی ہے میری دنیا

کھانا پینا خوش رہنا
پیار کی دھارا میں بہنا

مینڈک صاحب کا کلام سن کر کچھ تالابی حضرات خوش نظر آرہے ہیں مینڈک تالابی روایتی[2] انداز میں اپنا کلام سنا کر تشریف لے[3] جا رہے ہیں۔

حضرات[4] اس برسات کے موسم میں ہم میں سے زیادہ تر لوگ یقیناً چھتری سے فیض[5] حاصل کرتے ہیں۔ چھتری ہمیں بارش میں بھیگنے سے بچاتی ہے۔ تو آیئے برساتی مشاعرے کی مہمان شاعرہ محترمہ چھتری برکھارُتی سے ان کا کلام سنیں وہ دوہے پیش کر رہی ہیں۔

(چھتری صاحبہ مائک پر آتی ہیں)

[1] کہانی [2] پہلے رواج کے مطابق [3] جا رہے ہیں [4] عزت کرنے کے لیے لفظ۔

سامعین تالیاں بجا کران کا استقبال[۱] کرتے ہیں

چھتری بر کھارتی : حضرات اس بھیگے موسم میں آپ حضرات اس مشاعرے میں تشریف لائے۔ یہ آپ کی ادب نوازی[۲] کا ثبوت ہے۔ لیکن اب گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کتنی بھی بارش ہو میں ہر ممکن کوشش کروں گی اور آپ کو بھیگنے سے بچاؤں گی۔

دوہا پیش ہے ۔

میں چھتری برسات کی لیں سب ہاتھوں ہاتھ
بارش سے رکشا کروں ڈھال بنوں دن رات

ورشا ہو یا سورج کی چل چل کرتی دھوپ
مجھے لگا کر ہیں محفوظ[۳] انور ، رام سروپ

اور حضرات یہ بھی سماعت کریں (سنیں)

ہندو مسلم سکھ ہوں یا کوئی عیسائی
میری چھایا خیر سے ہر انساں نے پائی

جن سیوا ہی دھرم ہے سیوک میری ذات
مانس کی رکشا کروں سر پر لوں برسات

ہوں چاہے جے بھادری یا بچن امیتابھ
میری چھتری چھایا میں ہر انساں کو لابھ

۱ سواگت ۲ ادب پر مہربانی ۳ حفاظت سے

(چھتری صاحبہ کو خوب داد ملی ہے۔ وہ کامیاب مائک سے روانہ ہو رہی ہیں)۔

سیلاب صاحب: حضرات!

ابھی چھتری صاحبہ اپنے خیالات[1] دوہوں کے ذریعہ آپ سب حضرات تک پہونچا رہی تھیں یہ بات بالکل سچ ہے کہ اس برسات کے موسم میں تو ان کی بہت اہمیت ہے۔ حالانکہ تیز دھوپ میں بھی وہ اتنی ہی فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں ان کا بہت بہت شکریہ تو آئیے برسات کے موسم اور برساتی مشاعرے کے البیلے شاعر جناب آمؔ ملیح آبادی کو مائک پر آنے کی زحمت دیں۔ ان کا تعارف[2] کرانا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ ان کی لذت[3] سے کون واقف نہیں۔ مرزا غالبؔ نے کہا تھا

جی ہاں! جو گدھے ہیں وہ آم نہیں کھاتے۔

تو تشریف لے آئے ہیں جناب آم ملیح آبادی

آم ملیح آبادی: حضرات غزل پیش کرتا ہوں

مطلع عرض ہے: سب پھلوں کا امام[4] کہتے ہیں
کھائیے! مجھ کو آم کہتے ہیں

جو گدھے ہیں مجھے نہیں کھاتے
غالب خوش[5] کلام کہتے ہیں

[1] وچار [2] جان پہچان کرانا [3] مزا [4] سردار [5] میٹھے بول والے۔

آم کے آم گٹھلیوں کے دام
ہے مرا فیض عام کہتے ہیں

سب کو کیف و سرور دیتا ہے
رس بھرا میرا جام[1] کہتے ہیں

جو مرے ذائقہ سے واقف ہیں
ان کو عالی مقام[2] کہتے ہیں

ایک ہوکر انیک قسمیں ہیں
یہ ہے میرا نظام[3] کہتے ہیں

پال کے آم ڈال کا پانی
یہ سخن سب عوام[4] کہتے ہیں

جناب آم ملیح آبادی کو سن کر آم کے شوقین حضرات خوش بھی ہیں اور منہ میں پانی بھی بھر گیا ہے۔ خوش رنگ اور ذائقہ دار کلام نے ایسا شوق جگایا کہ جیسے سب کا آم کھانے کو جی چاہنے لگا ہے۔ اور آم کھانے کا مزا ہی جب ہے کہ بارش کا موسم ہو، ابر چھایا ہو برسات ہو رہی ہو اور آم بھی موجود ہوں.....
تو سبحان اللہ!

آیئے اس موسم کے خاص شاعر جناب بادل گرجوی کو زحمت[5] دیں آپ دوہے بھی کہتے ہیں۔

[1] پیالہ [2] اونچے رتبہ کے [3] طریقہ [4] عام لوگ [5] تکلیف دیں۔

تشریف لائیں!

بادل گرجوی مائک پر آتے ہیں۔

حضرات چند دوہے پیش ہیں۔

ملاحظہ کریں: میں بادل برسات کا میرے روپ انیک
کالا چٹا سانولا ایک سے بڑھ کر ایک

کالا ہوں تو ڈرتے ہیں دیکھ کے سب احباب[1]
دھولا ہوں تو بھردوں میں جھیل، ندی، تالاب

محل دو محلے، شہر ہو یا ہو جمنا تیر
میری گرجن سے ڈریں راجہ ، رنک، فقیر

سورج کی گرمی بڑھے، جنتا ہو ہلکان
ایسے میں جب آؤں میں آئے جان میں جان

سامعین!

آپ سب کا بہت بہت شکریہ آپ نے مجھے بہت دھیان سے سنا اور داد سے بھی نوازا۔

حضرات!

آپ حضرات نے اب تک موسم کے کئی شاعروں کا کلام سنا۔ ان کو داد سے نوازا اور کچھ نہ کچھ حاصل بھی کیا ہوگا۔ لیکن آپ اور ہم سبھی سیلاب پانی بتی صاحب کے کلام سے اب تک محروم ہیں جو ابھی تک ہمیں صرف شاعروں کا کلام سنوانے کی زحمت کررہے ہیں آیئے! اب خود انہیں زحمت دیں اور ان سے

[1] دوست

درخواست کریں کہ وہ اپنے کلام سے سامعین کو نوازیں۔

(سیلاب پانی پتی مائک پر آتے ہیں)

حضرات! بادل گرجوی کا شکریہ انہوں نے اس ناچیز کا تعارف بھی کرایا اور کلام پیش کرنے کا حکم بھی دیا۔

آپ سب کے لیے نظم پیش ہے۔

پانی پت کا سیلابی ہوں
یہ فخر مجھے، میں آبی ہوں

یہ شادابی یہ ہریالی
ہر دہقاں[1] کے رخ پر لالی

دھرتی پر رونق مجھ سے ہے
منہ خشکی کا فق مجھ سے ہے

جب زوروں پر آجاتا ہوں
تو سیلابی بن جاتا ہوں

جب زوروں پر آجاتا ہوں
تو سیلابی بن جاتا ہوں

یوں جوش مجھے آجاتا ہے
ہر انساں تھرّا جاتا ہے

ا۔ کسان

مٹّی کو بہا لیجاتا ہوں
ہر چیز اٹھا لیجاتا ہوں

غصّہ جو مرا بڑھ جاتا ہے
تو بربادی بن جاتا ہے

انساں پہ مصیبت آتی ہے
حیواں پہ قیامت آتی ہے

انساں بے گھر ہوجاتا ہے
ہر سو محشر[1] ہوجاتا ہے

پانی پت کا سیلابی ہوں
یہ فخر مجھے میں آبی ہوں

(سامعین سیلاب صاحب کو بڑے غور سے سن کر داد و تحسین سے نوازرہے ہیں۔ وہ شادکام[2] وکامران نظر آرہے ہیں۔

حضرات!

آپ سب کا بہت بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے توجہ سے سنا اور داد و تحسین سے نوازا۔ آیئے مشاعرے کو آگے بڑھائیں اور مہمان مشاعرہ جو بادل پور سے تشریف لائی ہیں۔ انہیں زحمت[3] سخن دیں ان کی خدمت میں ایک شعر بھی نذر ہے۔

---

[1] قیامت [2] کامیاب [3] سنانے کی تکلیف۔

نظر بجلی، ادا بجلی، کڑک بجلی، چمک بجلی
سراپا روشنی، ان کی تڑک بجلی، بھڑک بجلی

میری درخواست ہے محترمہ بجلی آسمانی سے کہ وہ مائک پر تشریف لائیں اور اپنے چمکدار کلام سے سامعین کے کانوں اور آنکھوں کو خیرہ[1] کردیں

(بجلی آسمانی چمک اور دھمک سے مائک پر آتی ہیں)

حضرات!

آپ سب کی خصوصی[2] توجہ چاہتی ہوں۔

مطلع پیش ہے

میں برق ادا[3] برساتی ہوں
بجلی رانی کہلاتی ہوں

جب غصہ میں آجاتی ہوں
گھنگھور گرج بن جاتی ہوں

میں سب کے دل دہلاتی ہوں
جب اپنا روپ دکھاتی ہوں
بادل پہ میرا بستر ہے
میں ساتھ ہوا کے آتی ہوں

میں سر سے پا تک روشن ہوں
ہر ظلمت[4] کو کھا جاتی ہوں

---

[1] حیران [2] خاص دھیان [3] بجلی کے اندرونی [4] اندھیرا۔

برسات سے میرا رشتہ ہے
ہوں بجلی اور برساتی ہوں

تالیوں کے شور میں بجلی صاحبہ مائک سے واپس جارہی ہیں)

سیلاب صاحب: حضرات!

آج کے اس برساتی مشاعرے میں آپ نے موسم کے خاص شاعروں کا کلام سنا انھیں داد سے نوازا جو آپ کی ادب نوازی کی دلیل ہے۔ اب میں اس مشاعرے کے صدر سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے صدارتی کلمات پیش کریں (استاد گھٹا گھنگھوروی مائک پر آتے ہیں)

حضرات! آپ نے جس توجہ سے مشاعرہ سنا اور داد سے نوازا یہ مبارک بات ہے۔ ایسے مشاعرے ہوتے رہنے چاہئیں۔ اس برسات کے موسم میں اپنی نوعیت[1] کا یہ انوکھا مشاعرہ تھا۔ آپ نے پسند بھی کیا اور شاعروں کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ میں اس موقعہ پر تمام شعراء، محترمہ دھنک ہفت رنگی، اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی وجہ سے یہ مشاعرہ کامیاب ہوا۔ آخر میں اس مشاعرے کے ختم ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

***

[1] قسم۔

سردی کا مشاعرہ

''سردی کا مشاعرہ''

صدارت : لحاف پلنگی

نظامت : شال کاشمیری

دیگر شعراء : دھنیا دھنک پوری

سردی ٹھنڈک پوری

روئی کاٹن پوری

سوئٹر اونوی

(ناظم مشاعرہ شال کاشمیری اسٹیج پر آتی ہیں)

حضرات!

آج خوشی کا دن ہے کہ مجھ کم ترین[1] شال کاشمیری کو اس سردی کے مشاعرے کی نظامت[2] سونپی گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ تعاون[3] فرمائیں گے۔ آج کے اس سردی کے مشاعرے کی صدارت بزرگ شاعر جناب اُستاد لحاف پلنگی فرما رہے ہیں۔ میں جناب صدر اور تمام شعراء کرام سے درخواست کر رہی ہوں کہ اسٹیج پر آجائیں۔

(سب لوگ اسٹیج پر آجاتے ہیں)

حاضرین!

ایک بار پھر شال کاشمیری کا آداب قبول کریں۔

آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ سردی کا موسم پورے جوش خروش کے ساتھ آگیا ہے۔ سورج نے دھرتی سے فاصلہ کرلیا ہے۔ ٹھنڈ میں دانت سے دانت بج رہے ہیں ہر طرف گرم کوٹ، شال دوشالہ، موزہ، دستانے نظر آتے ہیں۔ کوئی رضائی اوڑھے کھڑا ہے تو کوئی لحاف اوڑھے پڑا ہے۔ چائے اور انگیٹھی کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ ایسی سردی میں ہم نے آپ حضرات کو شاعروں کے کلام سے گرمانے کے لیے آج سردی کے کچھ شعراء کو زحمت دی ہے۔

---

[1] بہت ہی کم [2] سنچالن (چلانے کی کسوٹی) [3] ساتھ دیتا مدد کرتا۔

اس مشاعرے کی صدارت سرد موسم کی دنیا کی ایک نہایت اہم شخصیت استاد شاعر جناب لحاف پلنگی کر رہے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ مشاعرے کی شمع روشن کریں اور مشاعرہ شروع کرنے کی اجازت دیں۔

(تالیاں)

حضرات! صدر محترم کی اجازت سے اور آپ کو یہ بتاتے ہوئے کہ سردی کا موسم آتے ہی ہم لحاف، رضائیاں، گدے بھرواتے ہیں یعنی اس موسم کا استقبال دھنیا روئی دھن کر کرتا ہے۔ لہٰذا آج کے سردی کے مشاعرے آغاز کے لیے میں جناب دھنیا دھنک پوری کو دعوت سخت دیتی ہوں۔ تشریف لائیں۔ (تالیاں)

حضرات! میں ایک گیت پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ کریں۔

دھنک دھنک تن تن، دھنک دھنک تن تن
رضائی بھروا لو دھنیے کی یہ دھن
گلی گلی میں شور، سردی کا ہے زور
ٹھنڈی آئی ہوا، ہاتھ ہوئے ہیں سن
دھنک دھنک دھن دھن تنک تنک تن تن
رضائی بھروالو دھنیے کی یہ دھن
دولا ہی میں بھردوں، بنڈی بھی بھردوں
میری بنڈی پتلی لڑکی پہنے ہو ٹن ٹن
لحاف بھروالے، اور لجہ موٹے
دھنیے جی کو دے روئی تو چن چن
دھنک دھنک دھن دھن تنک تنک تن تن
رضائی بھروا لو دھنیے کی یہ دھن
پانی کو مت چھو او منّے گڈّے
ٹھنڈا موسم ہے دھنیے کی بھی سن
دھنک دھنک دھن دھن تنک تنک تن تن
رضائی بھروا لو دھنیے جی کی دھن

دھنک دھنک دھن دھن تنک تنک تن تن

(تالیاں)

حضرات!

ابھی دھنیا دھنک پوری اپنی آوازیں آپ تک پہونچا رہے تھے آیئے اب محترمہ سردی ٹھنڈک پوری سے درخواست کریں۔ آج کل تو ہر طرف انہیں کی بہار ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ اپنے کلامِ کپکپی انجام سے سننے والوں کو کپکپا دیں۔

تشریف لائیں! (تالیاں)

محترم حضرات!

غزل پیش کر رہی ہوں۔ سامعین رضائی اوڑھ کر سنیں!

مطلع[1] پیش ہے:

ہوں نئے لوگ یا پرانے سے
کانپ اُٹھتے ہیں میرے آنے سے

یہ رضائی لحاف اور گدّے
مجھ سے بچنے کے ہیں بہانے سے

میں ہواؤں سے برف بنتی ہوں
ہوتا آیا ہے اک زمانے سے

سردیوں میں ہی بنتی ہے صحت
نعمتیں بے شمار کھانے سے

[1] غزل کا پہلا شعر۔

دانت بج جائیں پل میں اے سردی
سب کے میرے قریب آنے سے

محترمہ سردی ٹھنڈک پوری نے اپنے کلام سے سب کو تھرتھرا دیا۔ واقعی یہ کبھی کبھی عذاب بن کر آتی ہیں۔ ان سے بچاؤ کرنے والی شخصیت محترمہ روئی کاٹن پوری کی ہے جنہیں ہم نے آج کے مشاعرے میں خاص طور پر مدعو کیا ہے۔ ان کی اس موسم میں بہت اہمیت ہے حالانکہ سردی صاحبہ نے تو ہر بچاؤ کو ایک بہانہ بتایا ہے۔ آتی ہیں روئی کاٹن کا پوری صاحبہ (تالیاں)

روئی کاٹن پوری: حضرات! غزل پیش کر رہی ہوں:
مطلع حاضر ہے

سارے انسان سکھ اٹھاتے ہیں
مجھ سے کپڑے بنائے جاتے ہیں

ہوں رضائی لحاف یا گدے
میرے ان سب سے گہرے ناطے ہیں

کانپتے ہیں جو ٹھنڈ سے تھر تھر
اوڑھ کر مجھ کو مسکراتے ہیں

اک مصیبت ہے ٹھنڈ میرے بغیر
مجھ سے انساں سکون پاتے ہیں

روئی کیا خوب روئی ہے مجھ میں
میرے گالے نظر کو بھاتے ہیں

صاحبو!

سردی صاحبہ جو تھرتھراہٹ چھوڑ گئی تھیں محترمہ روئی کاٹن پوری نے اپنے کلام اور خوب روئی[1] سے اس تھرتھراہٹ کو تقریباً دور کر دیا ہے۔ بیشک ان کی اہمیت مسلم[2] ہے لیکن اون گھرانے کی خدمات بھی انسانوں کے لیے کچھ کم نہیں اب میں اون گھرانے کی خاص ہستی جناب سوئٹر اونوی سے گرما گرم کلام پیش کرنے کی دعوت دیتی ہوں —— تشریف لائیں!

(تالیاں)

سوئیٹر اونوی: دوستو!

انسانوں کے ہاتھوں ہمارے کتنے روپ بن گئے ہیں۔ میں نے اس کا اظہار اپنے دوہوں میں کیا ہے۔ بہرحال ہمیں فخر ہے کہ ہم دوسروں کے کام آتے ہیں۔ توجہ سے سنیں:

دھاگا بھیڑ کی اون کا مرے روپ کی جان
رب نے مجھ کو بخش دی رنگینی اور شان

جرسی، لوزر، اسکیوی، سوئٹر، ٹوان ون،
پل اوور اور ہائی نیک، بیگی، کارڈی گن

کتنے میرے نام ہیں کتنے مرے روپ
سردی میں میرا چلن چھایا ہو یا دھوپ

[1] خوبصورتی [2] مانا ہوا

سیوا میرا دھرم ہے، سیوا ہی ارمان
انسانوں کے واسطے میرا جیون دان

میری فطرت پیار ہے، بھید بھاؤ سے دور
یہ میرا ایمان ہے، یہ میرا دستور

(سوئٹرا ونوی داد کے شور میں مائک سے واپس جاتے ہیں)

شاآل کاشمیری کا تعارف

جناب صدر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں

حاضرین!

ابھی ہم نے سوئٹرا ونوی سے ان کا کلام سنا انہوں نے محفل کو گرما دیا ہے۔ واقعی ان کی شخصیت نہایت اہم ہے، اور ہماری حفاظت کا سبب بھی بنتی ہے۔ اب ہمیں سردی کے مشاعرے کی نظامت کرنے والی محترمہ شاآل کشمیری کو بھی زحمت دینی چاہیے کہ دوسروں کا کلام تو ہم لوگوں کو سنوار ہی ہیں لیکن ابھی تک ہم ان کے کلام سے محروم ہیں۔

آئیے دعوت دیں اس مشاعرے کی خاص شاعرہ محترمہ شاآل کشمیری کو کہ وہ تشریف لائیں اور اپنے کلام سے ہم سب کو محظوظ فرمائیں۔

(سامعین تالیوں سے شاآل صاحبہ کا استقبال کرتے ہیں)

شاآل صاحبہ مائک پر آتی ہیں۔

صاحبو!

جناب صدر کے حکم کی تعمیل[1] کرتے ہوئے حاضر خدمت ہوں اور اپنی ایک غزل آپ سب کی نذر کرتی ہوں۔

مطلع پیش ہے ؂

میں ہر انسان کو سردی سے بچا دیتی ہوں
سرد ماحول میں جینے کی ادا دیتی ہوں

سرد موسم میں مرے حسن پہ آتی ہے بہار
اپنی بہنوں کو میں خوش پوش بنا دیتی ہوں

وہ مسوری ہو کہ گلمرگ کہ شملہ کے پہاڑ
برف میں لپٹی ہواؤں سے بچا دیتی ہوں

مول لینے کا جنہیں شوق ہے مجھ کو میں انہیں
سیر کے واسطے کشمیر بُلا لیتی ہوں

سب کو سردی سے بچانے کے علاوہ اے شالؔ
ایک انساں کے کئی عیب چھپا دیتی ہوں

میں ہر انسان کو سردی سے بچا دیتی ہوں
سرد ماحول میں جینے کی ادا دیتی ہوں

(سامعین کی داد و تحسین کا شور جاری ہے)

---

[1] عمل کرنا۔

صاحبو!

آپ حضرات نے داد و تحسین سے مرا حوصلہ بڑھایا اس کے لیے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ حضرات! یوں تو سردی میں لحاف ہمارے بزرگوں کی روایت[1] اور وضعداری کی علامت[2] ہیں۔ آج بھی ان کی شخصیت[3] اتنی ہی اہم ہے۔ کتنے ہی کپڑے پہن لیجیے اوڑھ لیجیے بغیر لحاف رضائی سردی سے بچاؤ ممکن نہیں ہوتا۔

تو آئیے اب آخر میں مشاعرے کے صدر عالی[4] قدر جناب استاد لحاف پلنگی کے روبرو[5] شمع سخن[6] حاضر کریں۔ ان سے ان کا استادانہ کلام سنانے کی درخواست ہے۔

(تالیاں)

(لحاف صاحب مائک پر آتے ہیں)

سامعین کرام!

میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ مجھے آپ حضرات نے اس سردی کے مشاعرے کی صدارت کی عزت بخشی۔ مجھے محترم شعراء کا کلام بھی سننے کا موقعہ ملا جس سے بہت کچھ حاصل ہوا۔ لطف آیا۔ آپ حضرات نے شعراء کی جو حوصلہ افزائی کی اس سے مشاعرے کی تہذیب کا اظہار ہوا۔ شاعروں کی خاطر خواہ[7] حوصلہ افزائی ہو تو پیش کش عمدہ ہو جاتی ہے۔

میں ایک بار پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنا کلام سنانے کی اجازت چاہتا ہوں۔

[1] بزرگی کا چلن [2] نشانی [3] ہستی [4] بڑی بزرگی والے [5] سامنے [6] مشاعرے کی شمع [7] اچھی طرح۔

ایک غزل پیش ہے:
مطلع حاضر ہے!

ہوں گود ماں کی کبھی باپ کی دعا جیسا
میں نرم نرم ہوں، نازک ہوں، دلربا[1] جیسا

تمام لوگ جو سردی میں کپکپانے لگیں
میں ایسے لوگوں کا سردی میں آسرا جیسا

حسین خوابوں کا میں جیسے پردۂ سیمیں[2]
سکون چین کی، آرام کی رِدا[3] جیسا

میں کام آتا ہوں ہر شخص کے بلا تفریق
ہوں آدمی کے لیے درسِ خوشنما[4] جیسا

حسین ابرا، یہ گوٹ، روئی اور استر
لحاف میں ہوں انہیں سب کی اک ادا جیسا

(سامعین تالیاں بجاتے ہیں)

استاد لحاف پلنگی اپنی جگہ واپس آجاتے ہیں۔

شال کاشمیری:

سامعین حضرات! استاد لحاف پلنگی کی اہمیت تو آپ سمجھتے ہیں۔ان کا کلام سن کر ہماری نظر میں ان کی شخصیت اور اہم ہوگئی ہے۔ایک بار استاد لحاف پلنگی اور سبھی شعراء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مشاعرے کے اختتام[5] کا اعلان کرتی ہوں۔

شکریہ!!

[1] دل چھیننے والا [2] سینما کا پردہ [3] چادر [4] اچھے دکھائی دینے والا [5] ختم ہونا۔

گرمی کا مشاعرہ

گرمی کا مشاعرہ

صدارت : جنابِ سورج آسمانی

نظامت : شربت گلاسوی

دیگر شعراء : دھوپ دوپہروی

پسینہ جونوی

کولر مشینوی

برف پانی پتی

حضرات!

مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس گرمی کے مشاعرے میں شریک شاعروں کا کلام آپ کو سنواؤں۔ اس خدمت کے لیے شربت نوازی کے لیے شکریہ! مجھے معلوم ہے یہ جون کا مہینہ ہے اور آپ سبھی حضرات گرمی سے پریشان ہیں گرمی کا موسم پوری آب وتاب[1] کے ساتھ اپنے مزاج کی گرمی دکھا رہا ہے سورج جیسے سوا نیزے پر آ گیا ہے۔ اُف! قیامت کی گرمی لو اور تپش سے ہر آدمی پریشان ہے ـــــ پیاس سے ہلکان ہے۔ برف کا پانی تھوڑی دیر کے لیے سکون دیتا ہے۔ ذرا دھوپ میں نکلو تو چلنا دشوار ـــــ جسم پانی پانی ہوا جاتا ہے۔ اگر کولر چلا کر نہ بیٹھو تو جینا عذاب ـــــ ایسے میں شربت کا ایک گلاس کیسا پیارا لگتا ہے۔ حضرات اس تیز گرمی کے باوجود ہم نے آج بڑی سرگرمی کے ساتھ آپ سبھی حضرات وخواتین کو گرمی کا مشاعرہ سننے کے لیے زحمت دی ہے ہم نے اس مشاعرے میں موسم کے مشہور شاعروں کو زحمتِ سخن[2] دی ہے جن میں جناب سورج آسمانی، محترمہ دھوپ دوپہروی، پسینہ جونوی جناب کولر مشینوی اور برف پانی پتی آج اس مشاعرے میں شرکت کے لیے موجود ہیں اور اس شدید گرمی کے موسم میں ہمیں اپنے اپنے کلام سے محظوظ کریں گے۔ آپ لوگوں کی ادب نوازی[3] اور سخن فہمی[4] اس مشاعرے کی کامیابی کی ضامن ہوگی۔ میرا کام صرف شاعر کو آپ تک پیش کرنا ہوگا۔ امید ہے آپ

[1] تیزی وچمک کے ساتھ [2] کلام سنانے کی تکلیف [3] ادب پر مہربان ہونا [4] شاعری سمجھنا۔

ہر شاعر کا کلام توجہ سے سنیں گے اور شعراء کو داد و تحسین سے نوازیں گے۔

گرمی موسم کے اس مشاعرے کی صدارت کے لیے ہم نے موسم کے بزرگ شاعر جناب سورج آسمانی سے درخواست کی تھی جسے انہوں نے منظور کرلیا ہے اور وہ مسندِ صدارت[۱] پر جلوہ افروز[۲] ہیں۔ انہیں کے دم سے گرم موسم اپنے بھرپور شباب[۳] پر ہے۔ زمین گرم، ہوا گرم غرض ہر طرف گرمی ہی گرمی ہے۔

یوں تو سورج صاحب سے ہم بہت سے فائدے حاصل کرتے ہیں مگر آج کل ان کا مزاج زیادہ ہی گرم ہے۔ سورج صاحب سے درخواست ہے کہ اس مشاعرے کی شمع روشن کریں۔

(تالیاں)

جناب صدر کی اجازت سے اور آپ حضرات کی پیاس کو محسوس کرتے ہوئے میں گرمی کے اس مشاعرے کے آغاز کے لیے جناب برف پانی پتی کو دعوت دے رہا ہوں ـــــ

(تالیاں)

حضرات!

اس گرم موسم میں میری اہمیت کا اندازہ آپ سب کو ہے اس لیے میں اپنے جذبات[۴] دوہوں کے ذریعہ آپ حضرات تک پہونچا رہا ہوں ملاحظہ کریں۔

۱ صدارت کی کرسی ۲ براجمان ہونا ۳ جوانی ۴ دل کا جوش۔

گرمی میں جب آپ کو لگے زور کی پیاس
آئس بکس میں دس کلو برف کو رکھنا پاس

پانی، شربت، قلفیاں، ربڑی، آئس کریم
مجھ بن سب ہیں بے مزا جیسے کڑوا نیم

بچّے کھائیں چسکیاں، بڑے جمائیں کھیر
میری ٹھنڈک کا مزا لیں بچّے اور پیر

گاؤں سے شہروں تلک، میرا ہے بیوپار
میرے بن ہر بستی میں مچتی ہاہا کار

پانی پت کے برفؔ جی، جل میں جب مل جائیں
بچّہ بوڑھا، نوجواں سب کی پیاس بجھائیں

برفؔ پانی پتی کلام سنا کر مائک سے جا رہے ہیں:
(لوگ تالیاں بجا کر انہیں داد و تحسین سے نواز رہے ہیں۔)

حضرات!

ابھی آپ نے برفؔ پانی پتی کا ٹھنڈا ٹھنڈا کلام سنا۔ ہمیں ان کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہے۔ اب آپ سب حضرات اپنی اپنی چھتریاں سنبھال لیں۔ میں محترمہ دھوپ دوپہروی کو مائک پر آنے کی دعوت دے رہا ہوں۔ آپ سب ان کا چلچلاتا ہوا کلام سنیں اور داد و تحسین سے نوازیں۔

تشریف لائیں! محترمہ دھوپ دوپہروی صاحبہ!

(دھوپ صاحبہ مائک پر آتی ہیں)

حاضرین!

آج کل بلاشبہ مجھ میں بہت زیادہ تیزی یقیناً ہے لیکن آپ حضرات گھبرائیں نہیں۔ اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ دھوپ انسان کے لیے کتنی ضروری ہے۔ میرے بہت فائدے ہیں۔

غزل پیش کر رہی ہوں۔

مطلع پیش ہے:

میں دھوپ دوپہر کی اور جون کا مہینہ
پڑ جاؤں جس پہ دم بھر، آنے لگے پسینہ

اس سے ہے میری ہستی، اس سے مرا نہ ہونا
سورج ہے میری سیڑھی، سورج ہے میرا زینہ

کپڑے سکھا رہی ہوں، فصلیں پکار رہی ہوں
خدمت[1] ہے میری فطرت، خدمت مرا قرینہ[2]

بنتے ہیں جو بہادر، کونوں میں جا چھپے ہیں
تیزی سے میری اُن کو آنے لگا پسینہ

---

[1] سیوا [2] طریقہ۔

مقطع[1] حاضر ہے!

اے دھوپ! سب برابر میری نگاہ میں ہیں
جو لوگ بے عمل ہیں رکھتے ہیں مجھ سے کینہ[2]

(دھوپ صاحبہ کو لوگ داد سے نواز رہے ہیں تالیوں کے شور میں وہ رخصت ہو رہی ہیں۔)

حضرات!

ایسی گرمی میں کیا کرے کوئی!
کتنا پنکھا جھلا کرے کوئی
صرف سوئچ دبا کے کولر کا
ٹھنڈ میں پھر مزا کرے کوئی

حضرات!

ابھی دھوپ صاحبہ اپنی تیزی دکھا رہی تھیں سچ ہے آج کل ان کا راج ہے۔ ابھی آپ ان کے کلام کی حرارت[3] سے پسینہ پسینہ ہوئے ہیں آیئے کچھ دیر کے لیے آپ کو راحت[4] پہنچانے کا انتظام کریں اور موسم کے لازم وملزوم[5] شاعر جناب کولر مشینوی کو زحمت سخن دیں مجھے امید ہے کہ ان کی آمد[6] سے نہ صرف ان کا کلام سننے کو ملے گا بلکہ ہم سب کو سکون بھی حاصل ہوگا۔

تشریف لائیں جناب کولر مشینوی ——

(تالیاں)

[1] مقطع وہ شعر ہوتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے [2] بغض، حسد، جلن [3] گرمی [4] آرام [5] لازم کیا گیا [6] آنے سے۔

کولر صاحب: حضرات اشعار ملاحظہ[1] کریں۔

بشر[2] کی خرد[3] کا نتیجہ ہوں میں
مکانوں کو جنت بناتا ہوں میں

ہے بجلی سے یارو مری زندگی
بنا برق[4] بے جان لوہا ہوں میں

جو گرمی کسی کو ستائے بہت
تو جینے کی ہمّت دلاتا ہوں میں

نہیں جس کی ہستی کی کوئی مثال
وہ موسم کا بے مثل تحفہ ہوں میں

جنہوں نے نہ دیکھا ہو مجھ کو کبھی
بس ان کے لیے اک تماشہ ہوں میں

مری سانس پربت کی جیسے ہوا
ہوں کولر حرارت[5] مٹاتا ہوں میں

[1] دیکھنا [2] آدمی [3] عقل [4] بجلی [5] گرمی۔

بشر کی خرد کا نتیجہ ہوں میں
مکانوں کو جنت بناتا ہوں میں

(کولر صاحب داد و تحسین کے شور میں مائک سے واپس جا رہے ہیں)

حضرات!

ابھی آپ کولر مشینوی صاحب سے ان کا ٹھنڈا ٹھنڈا ہوادار کلام سن رہے تھے۔ ان کے جاتے ہی سب کو پھر پسینہ آنے لگا ہے تو آیئے جناب پسینہ جونوی صاحب کو تکلیف دیں اور جون کے مہینہ میں ان کی آمد پر تعجب بھی کیسا۔ یہ ان کا سیزن ہے۔

میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ مائک پر تشریف لائیں۔ اور اپنا کلام پیش فرمائیں۔

(پسینہ صاحب مائک پر تشریف لاتے ہیں)

حضرات!

ایک نظم پیش کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

عرض کرتا ہوں ـــــــ

ہے گرمی، جون کا آیا مہینہ
بڑی جلدی سے آتا ہے پسینہ

یہ گرمی، لو، تپش[1]، سورج کا غصّہ
مرے آنے کا موسم آگ جیسا

زباں ہو خشک بھڑکے پیاس سب کی
بس ایسے میں کوئی پی لے جو پانی

تو پانی پانی وہ انسان ہوجائے
اگر کمزور ہو ہلکان ہوجائے

پسینے اور بھی ہوتے ہیں یوں تو
پسینہ جونوی کہتے ہیں مجھ کو

جو زر والا ہے وہ سیانا بہت ہے
غریبوں میں مرا آنا بہت ہے

(سامعین کی داد کا شور ہے اور پسینہ صاحب مائک سے واپس لوٹتے ہیں)

حضرات!

ابھی جناب پسینہ جونوی اپنی نظم پیش کر رہے تھے اور آپ سب پسینہ صاحب کی موجودگی میں اور ان کے کلام سے پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ ایسی حالت میں لازم ہے کہ میں آپ کے کانوں کو ایسے شاعر کے نام سے آشنا[2] کروں جن کا نام سنتے ہی آپ کی پیاس لگ بھگ دور ہوجائے۔ اور وہ شاعر

[1] گرمی [2] واقف کرانا۔

ہیں جناب شربتؔ گلاسوی۔

حضرات! ایسے عالم میں شربتؔ صاحب کا ایک گلاس یقیناً آپ کو سکون دے گا۔ تو پہلے شربت کا گلاس لیں اور پھر شربت گلاسوی کا استقبال کریں۔ وہ اب تک آپ کو دیگر شعراء کا کلام سنوار رہے تھے تشریف لائیں جناب شربتؔ گلاسوی صاحب!

شربتؔ صاحب تشریف لاتے ہیں۔

(سامعین تالیوں سے ان کا استقبال کرتے ہیں)

حضرات!

جناب صدر کا حکم ہے۔ ایک غزل کے چند اشعار حاضر کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں! غور سے سنیں!

مطلع[1] پیش ہے۔

خوبصورت ہے جام شربت کا
کتنا میٹھا ہے نام شربت کا

فکر کی اب نہیں ضرورت کچھ
ہوگیا انتظام شربت کا

موسم آیا ہے گرمیوں کا تو اب
ہر طرف ہے نظام[2] شربت کا

[1] غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے [2] طریقہ انتظام۔

سنترہ، خس، انار اور گلاب
خوب ہے اہتمام[1] شربت کا

آئیں مہماں جو آپ کے گھر میں
کیجیے انتظام شربت کا

آجکل تو میاں اجارہ[2] ہے
ہر طرف صبح و شام شربت کا

ختم کرتا ہے تشنگی[3] لب[4] کی
کیجیے، احترام شربت کا

روح افزا پلا کے لوگوں کو
کیجیے اہتمام شربت کا

شاہ دوراں[5] امیر اور وزیر
جس کو دیکھو غلام شربت کا

پیاسے کانوں سے سامعین[6] یہاں
پی رہے ہیں کلام شربت کا

[1] انتظام [2] ٹھیکہ [3] پیاس [4] ہونٹ [5] وقت کا بادشاہ [6] سننے والا۔

شکریہ شوق سے سنا سب نے
پیش ہے اب سلام شربت کا
(شربت گلاسوی داد اور تالیوں کے شور میں اپنا کلام ختم کر رہے ہیں)

حضرات!

آپ نے شربت گلاسوی کو نہ صرف سنا بلکہ میرا کلام کانوں سے سن کر فرحت[۱] محسوس کی۔

شکریہ!

اب میں آخر میں مشاعرے کے صدر کو کلام سنانے کی تکلیف دے رہا ہوں۔ جن کے جمال یعنی روپ کی کوئی تاب نہیں لا سکتا۔ نہ جلال یعنی ان کے غصہ کو برداشت کر سکتا ہے۔ یہ ہمارے قابلِ احترام اور استاد شاعر ہیں۔

ادب سے درخواست ہے کہ مائک پر تشریف لائیں۔

جنابِ سورج آسمانی صاحب!

(سورج صاحب مائک پر تشریف لاتے ہیں)

حاضرین!

سورج نوازی کا شکریہ!

آج کل میں غصہ میں ہوں لیکن مشاعرے میں شرکت میرے لیے باعثِ[۲] عزت و توقیر[۳] ہے۔ آپ نے موسم کے سبھی شاعروں کو بڑی توجہ اور محبت کے ساتھ سنا۔ انہیں داد و تحسین[۴] سے نوازا اس مشاعرے کی صدارت میرے لیے باعثِ افتخار[۵] ہے۔

---

۱ خوشی ۲ سبب ۳ عزت ۴ داد اور تعریف ۵ فخر

گرمی کا مشاعرہ اور پھر مجھ ایسے گرما گرم شاعر کی صدارت۔ میں سب شاعروں کا شکر گزار بھی ہوں اور سب کی طرف سے ان کا شکر گزار بھی کہ انہوں نے آج اپنے منتخب[1] کلام سے ہم سب کو نوازا۔ ایسے مشاعرے ہماری تہذیب کا آئینہ ہوتے ہیں۔

تو میں آپ سب کی خدمت میں ایک غزل حاضر کر رہا ہوں۔ مطلع حاضر ہے!

کوئی میرے قریب آ نہ سکے
دور سے بھی نظر ملا نہ سکے

میں جو چھپ جاؤں رات ہو جائے
ہاتھ کو ہاتھ تک بھی پا نہ سکے

زندگی کی حرارتیں[2] مجھ سے
میرے بن کوئی سر اُٹھا نہ سکے

میں جو غصّہ میں آؤں تو انساں
دھرتی سے پیر تک لگا نہ سکے

یہ ہوا اور زمین آگ بنیں
کوئی چاہے تو مسکرا نہ سکے

گرم لو، ہر طرف لگائے آگ
جسم پل بھر سکون پا نہ سکے

---

[1] چنے ہوئے [2] گرمیاں

ایک دِن گر نہ آؤں میں سورج
آدمی ہاتھ تک ہلا نہ سکے

(آخری شاعر جناب سورج آسمانی داد اور تعریف کے شور میں شکریہ ادا کرتے ہوئے مائک سے واپس جا رہے ہیں)

حضرات!

ابھی جناب سورج آسمانی اپنا کلام پیش کر رہے تھے۔ جس میں گرمی بھی تھی اور روشنی بھی۔ انہوں نے جو باتیں اپنے کلام میں کہیں وہ حقیقت پر مبنی تھیں میں جناب صدر اور سبھی شعراء کے لیے (الفاظ[1] تحسین ادا کرتے ہوئے شکریہ بھی پیش کرتا ہوں آپ حضرات کا بھی بہت بہت شکریہ۔

اسی کے ساتھ میں اس گرمی کے مشاعرے کے اختتام[2] کا اعلان کرتا ہوں۔

شکریہ!

[1] تعریف کے الفاظ [2] ختم ہونا۔

”سنگیت مشاعرہ“

''سنگیت مشاعرہ''

صدارت : پکھاوج تال پوری

نظامت : دلربا دادرا

شعراء : دھرپد دھماروی

خیال گایکی

طبلہ دہلوی

نغمہ شہنائی

ستار جھنجھانوی

پایل بھارتی

نوٹ: اس سنگیت مشاعرے کی نظامت بھی منظوم پیش کی گئی ہے۔

لطف[۱] فرما اے حاضرین کرام[۲]
آپ کو دلربا کا پہونچے سلام

یہ ہے شعر و سخن کی محفل ناز
اس میں شامل ہیں شاعران نیاز

یہ پکھاوج جو تال پور کے ہیں
صدرِ بزم سخن ہیں بندہ نواز

نغمگی، ردم، تان، سر، آواز
تال، سرگم، سخن، مچلتے ساز

راگنی، راگ، لوگ گیت غزل
ساری اصناف[۳] اک سے اک ممتاز[۴]

یہ تو ان سب کا گیان رکھتے ہیں
ہم کو یوں ان کی شخصیت پہ ہے ناز

پیشِ خدمت مشاعرہ ہے آج
دیکھیے، سنیئے مختلف انداز

۱۔ مہربانی کرنے والے ۲۔ قابل احترام حاضر لوگ ۳۔ قسمیں ۴۔ سب سے جدا

میں نظامت کروں گی اے حضرات!
دلربا دادرا ہوں بندہ نواز!

محترم شاعرانِ موسیقی
ہیں سر بزم اک سے اک ممتاز

مختلف رنگ کے ہیں لوگ یہاں
ہوں گے افشا[1] یہاں بہت سے راز

جتنے حضرات ہیں یہاں موجود
ہم کو ہے سب پہ افتخار[2] و ناز

اب ضروری ہے شعر برپا ہو
بزم شعر و[3] سخن کی عمر دراز

سامعین[4]! ان کو دھیان سے سنئے
پایل اب کرنے والی ہیں آغاز

یہاں بنگال سے یہ آئی ہیں
شعر کچھ ساتھ لائی ہیں ممتاز

آیئے بے مثال پایل جی
آ کے اپنا بتایئے انداز

[1] کھلنا [2] فخر [3] شعروشاعری کی محفل [4] سننے والے

پایل بھارتی

میں ہوں پایل چھم چھم بولوں
سب کے کانوں میں رس گھولوں

ہے سنگیت مرا من بھاتا
راگ رنگ سے میرا ناتا

میں سرتال پہ رنگ میں آؤں
فن سے محفل پر چھا جاؤں

رقص مرا دیکھیں نر ناری
سب کو بھائے مری فن کاری

نادر دِنا نادر دنا
میرے پگ پگ کو تم گننا

جو میری جھنکار کو سن لے
اگر سمجھ لے سر کو دھن لے

میرے ہر گھنگرو کی سنگت
بنتی ہے سنگیت کی زینت

میری ہستی بھی ہے یکتا
ناچ مرے بن ہو نہیں سکتا

میں ہوں پایل بولوں پیہم
چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم

میں ہوں پائل چھم چھم بولوں
سب کے کانوں میں رس گھولوں

•

ناظم مشاعرہ:

خوب پایل کو سن لیا حضرات
ہو کے خوش پیش کر گئیں جذبات

اب جناب ستاؔر کو سنئے
سن کے ان کا کلام سر دھنئے

نغمگی سوز و ساز کے ہیں امیں
چند تاروں میں ان کا سوزِ حسیں

آیئے اے ستاؔر عالی مقام
کیجیے پیش اپنا خاص کلام

ا دل کا جوش۔

(ستار جھنجھانوی مائک پر تشریف لاتے ہیں)

حضرات!

ساز ہوں میں امیر خسرو کا
مجھ کو دنیا ستار کہتی ہے

نغمگی کی بہار کہتی ہے
کوئی چھیڑے جو میرے تاروں کو

لے کے مضراب[1] آگہی[2] یارو!
نغمے گونجیں گے راگ ابھریں گے

کیف و مستی کی نغمگی کی بہار
ذہن اور روح کو سکوں دے گی

میں ہوں ساز فروغِ امن وسکوں
پیار اور آشتی[3] مرا پیغام

زندگی اور خوشی مرا پیغام
ساز ہوں میں امیر خسرو کا

مجھ کو دنیا ستار کہتی ہے
نغمگی کی بہار کہتی ہے

[1] مضراب اس آلے کو کہتے ہیں جس سے ستار کے تاروں کو چھیڑتے ہیں [2] جانکاری [3] دوستی صلح۔

(ستار جھنجھانوی ـــــ اپنا کلام سنا کر جا رہے ہیں)

ناظم مشاعرہ:

جا رہے ہیں ستار اے بھائی
اب کے آتی ہیں نغمہ شہنائی

یہ غزل لاجواب کہتی ہیں
سامعین[1] کے دلوں میں رہتی ہیں

بادِ فکر[2] سخن میں بہتی ہیں
خود غزل ہیں غزل ہی کہتی ہیں

نغمگی ان کی ہر غزل میں ہے
تازگی ان کی ہر غزل میں ہے

جب یہ اشعار چھیڑ دیتی ہیں
روح کے تار چھیڑ دیتی ہیں

ان کی توقیر[3] شاعری میں ہے
لطف ان کو سخنوری[4] میں ہے

آپ بیتی سنائیں بسم اللہ!
نغمہ شہنائی آئیں بسم اللہ!

---

[1] سننے والے [2] شاعری کی سوچ کی ہوا [3] عزت [4] شاعری

(بیگم نغمہ شہنائی مائک پر آتی ہیں)

مطلع:

دو دِلوں کو بہم ملاتی ہوں
میں مسرّت کے گیت گاتی ہوں

کوئی شادی ہو یا ہو بزمِ نشاط[1]
پیارے نغمات[2] میں سناتی ہوں

راگنی کے لبوں کو چھو چھو کر
کیف و مستی میں ڈوب جاتی ہوں

میرے عاشق ہیں خان[3] بسم اللہ
ان کے ہاتھوں میں فن دکھاتی ہوں

روح پھنکتی ہے مجھ میں سانسوں سے
انگلیوں سے وجود پاتی ہوں

میں وقار[4] اور عظمتوں[5] کا نشاں
رونق ایوان[6] کی بڑھاتی ہوں

ہوں میں سازِ مراد شہنائی
نغمۂ[7] زندگی سناتی ہوں

---

[1] خوشی کی محفل [2] گیت [3] بسم اللہ خاں دیش کے مشہور شہنائی وادی [4] عزت [5] بڑائیوں
[6] شاہی محل [7] زندگی کا گیت

ناظم مشاعرہ:

پڑھ رہی تھیں کلام شہنائی
عرض اب طبلہ جی سے ہے میری

آئیں اور اپنی چال دکھلائیں
ہم کو بھی کوئی تال سنوائیں

تال کی دنیا میں نرالے ہیں
میر خسرو کے شہر والے ہیں

شہر دہلی مقام ہے ان کا
ساری دنیا میں نام ہے ان کا

اپنے اشعار کی دکھائیں پھبن
رو برو اب ہے ان کے شمعِ سخن[1]

آئیں اور اپنی چال دکھلائیں
ہم کو بھی کوئی تال سنوائیں

آپ کے فن کی روشنی سے جناب
اپنے منہ کو چھپائیں چنگ و رباب[2]

1. مشاعرے کی شمع 2. یہ دونوں باجوں کے نام ہیں

(طبلہ دہلوی مائک پر آتے ہیں)
حضرات! نظم پیش ہے اب غور سے سنیں

فیضِ خسرو سے میں ہوں آفاقی[1]
وہ ہیں موجد مرے یہ شان مری

ان میں موجود تھیں بہت سی صفات[2]
دہلی ان کا وطن تھا اے حضرات

یہ جنم کی مرے کہانی ہے
آپ حضرات کو سنانی ہے

شق پکھاوج[3] ہوئی تو میں آیا
ہو کے دو، دایاں، بایاں کہلایا

میرے بِن گائکی نہیں کچھ بھی
راگ کی دلکشی نہیں کچھ بھی

ہے گلوکاری[4] تال کی پابند
جس سے ہوتے ہیں ہم سبھی خورسند[5]

کہروا تال ہو کہ اک تالا
کام ہے صرف نظم[6] وضبط مرا

[1] ساری دنیا میں مشہور [2] گن [3] ڈھولک کی طرح ایک ساز [4] گائیکی [5] خوش [6] ڈسپلن

اس ڈسپلن کو تال کہتے ہیں
گائیکی کا جمال[1] کہتے ہیں

داد را، تین تال، اور روپک
تال کی قسمیں ہیں سبھی بے شک

دیپ چندی ہو یا ہو جھپ تالا
ماترائیں ہیں ان سبھوں کی جُدا

سات، چھ، سولہ، آٹھ، چوبس، دس
ماترائیں یہ تال کی ہیں بس

اللہ رکھا، تھرکوا ہیں ممتاز
یہ ہیں استاد اور طبلہ نواز

فن کا روشن ہوا ہے ان سے فلک
روشنی ان کے فن کی دور تلک

آج استاد فن ہیں ذاکر خان
ان سے قائم ہے میرے فن کی شان

شعر مقطع[2] کا پیش خدمت ہے
میری سارے جہاں میں شہرت ہے

کیف[3] کی رو[4] میں سن کے بہتے ہیں
مجھ کو اب طبلہ لوگ کہتے ہیں

[1] خوبصورتی [2] مقطع کا شعر وہ ہوتا ہے جس میں شاعر تخلص استعمال کرتا ہے [3] مزہ [4] روانی

داد سے طبلہ مشکبار ہوئے
آج محفل میں پُر وقار ہوئے

طبلہ صاحب ہیں پر وقار[۱] وجمال
آئے ہیں اب یہاں جناب خیالؔ

گائیکی ان کی ہے عجیب وغریب
یہ ہیں سنگیت کے امیر[۲] ونقیب[۳]

ان کا انداز شاعری دیکھیں
تال کی رمز اور مزا پائیں

ہے کلاسیکی ان کا ڈھب اور چھپ
تان اور مرکیاں ہیں ان کی غضب

کل روایات کے امین ہیں یہ
فن میں ممتاز ہیں حسین ہیں یہ

آئیں مائک یہ اب جناب خیالؔ
پیش فرمائیں شاعری کا کمال

(استاد خیالؔ گائیکی آتے ہیں)

(تالیاں)

۱ بھاری بھرکم وخوبصورت ۲ سردار ۳ آواز دینے والا۔

اُستاد خیال:

پریم گھٹا برسے بگین میں
دیر ہے کیوں پریتم درشن میں

نہیں ساجن جب اس ساون میں
آگ لگے مورے جیون میں

ان کا کوئی گیت سنوں جب
شور مچے سارے تن من میں

ان کی سوچیں ان کی یادیں
مجھ کو جگاتی ہیں رتین میں

یاد کروں جب ان کی بتیاں
اپنا مکھ دیکھوں درپن میں

جت دیکھوں ان کی چھب پاؤں
صورت ان کی ہے کن کن میں

رنگ خیالؔ آنسو لائیں گے
آئیں گے وہ میرے آنگن میں
(تالیاں)

ناظم مشاعرہ:

سن لیا آپ نے خیال کا درد
آپ اپنے مزاج میں ہیں فرد[1]

اب ذرا ہو کے باادب بیٹھیں
شاہ دھرپد دھماروی کو سنیں

آپ سب سے بزرگ واعلیٰ ہیں
محترم بے مثال ویکتا ہیں

اہل موسیقی میں ہے ان کا ادب
جملہ اصناف[2] میں ہیں عالی نسب[3]

دادرا، ٹھمریوں کا رنگ، خیال
آپ کے بعد ہے سبھوں کا جمال

کیجیے زحمت حضورِ بالا قد[4]
سب سے افضل دھماروی دھرپد

صاحب ہوش ہیں یہاں سب لوگ
ہمہ تن[5] گوش ہیں یہاں سب لوگ

[1] اکیلے [2] یہاں موسیقی کی قسموں سے مراد ہے [3] اونچے خاندان والے [4] اونچے قد والے [5] سر سے پاؤں تک کان یعنی سننے کے لیے پوری طرح تیار۔

دھرپد دھمار وی:

شاہ دھرپد دھماروی ہوں میں
یعنی سنگیت چودھری ہوں میں

میں کلاسیکی رنگ میں ہوں بڑا
مستحق شہنشہی[1] ہوں میں

کہتے ہیں رہ برانِ موسیقی[2]
علم کی تیز روشنی ہوں میں

گیان ہو، دھیان ہو کہ ہو پوجا
ہر نفس[3] صرف بندگی[4] ہوں میں

فن ہے رقصاں صدا کے شعبوں میں
دمبدم وجہ دلکشی ہوں میں

جو ہیں بد ذوق اور پیار سے دور
ایسے لوگوں میں اجنبی ہوں میں

علم موسیقی کا ہوں شاہنشاہ
یعنی دھرپد دھماروی ہوں میں
(تالیاں)

۱ شاہی کا مستحق ۲ سنگیت ۳ سانس ۴ پوجا ۵ آواز کا اتار چڑھاؤ ۶ موسیقی میں دھرپد گائیکی سب سے افضل کہلاتی ہے۔

ناظم مشاعرہ:

حاضرین کرام صاحب صدر
فلک[۱] شعر کے نجوم[۲] و بدر[۳]

شاعروں کا سنا سبھوں نے کلام
اہل موسیقی[۴] کا پیام وسلام

آپ نے جو مشاعرے میں سنا
اخذ[۵] سنگیت کی زبان سے تھا

اب میں یہ فرض بھی ادا کردوں
پیش خدمت میں شکریہ کردوں

صاحبان شعور[۶] وعظمت[۷] فن
ختم ہوتی ہے اب یہ بزم[۸] سخن

خوب یہ محفل نشاط[۹] رہی
پھر ملیں گے اگر حیات[۱۰] رہی

۱ آسمان ۲ ستارے ۳ چاند ۴ سنگیت والے ۵ لیا گیا ۶ جاننے والے لوگ ۷ فن کی بڑائی ۸ شاعری کی محفل ۹ خوشی ۱۰ زندگی۔



مختلف نظمیں

''نغمۂ وطن''

تجھ پہ قربان ہو میری جان اور تن
میرے ہندوستاں میرے پیارے وطن

خوش[1] نما وادیاں تیری رشکِ چمن
خوش بوؤں سے معطر[2] ترا پیرہن
ہر نظارے میں رعنائی[3] اور بانکپن
تو بہاروں کی ہے اک حسیں انجمن
میرے ہندوستاں مرے پیارے وطن

تیری ندیوں میں نغمات اور قہقہے
پیاری فصلیں تری پیارے موسم ترے
کویلوں کی صدائیں پپیہے کی لے
کتنے رومان انگیز ہیں تیرے بن
میرے ہندوستاں میرے پیارے وطن

---

۱ اچھی دکھائی دینے والی ۲ مہکا ہوا ۳ خوشنمائی

ارضِ کشمیر[1] ہے تیری جنت نشاں[2]
تجھ میں گنگ و جمن[3] سے ہیں دریا رواں
چومتا ہے ہمالہ رخِ آسماں[4]
ہند ساگر میں دُھلتے ہیں تیرے چرن
میرے ہندوستاں میرے پیارے وطن

پیار کا دیش اور نغمگی کی زمیں
امن کی مملکت آشتی کی زمیں
نانک اور چشتی و کرشن جی کی زمیں
تو ارم[5] ہی ارم ہے زمیں تا گگن
میرے ہندوستاں مرے سارے وطن

۱؎ کشمیر کی دھرتی ۲؎ جنت جیسی ۳؎ گنگا جمنا ۴؎ آسمان کا منہ ۵؎ جنت

کرشن پر تیری رادھائیں نازاں رہیں
بانسری کی صداؤں پہ رقصاں رہیں
سب کی قسمت میں پیار اور خوشیاں رہیں
عشق سے ہیر رانجھا کا مہکے چمن
میرے ہندوستاں میرے پیارے وطن

دن مبارک ہمیشہ ہی آتے رہیں
سب یہاں ہو کے خوش مسکراتے رہیں
نغمے شاعر محبت کے گاتے رہیں
ہوں ترقی کی جانب سبھی گامزن[1]
میرے ہندوستاں میرے پیارے وطن

٭٭٭

[1] قدم اٹھانا۔

''میرے ہندوستاں''

میرا تن، میرا من، میرا دھن، میری جاں
رشک[1] باغ ارم، میرے ہندوستاں

نازکی، نور، پاکیزگی، رنگ و بو
ہیں ہوائیں تری مشکبو[2] مشکبو
تیری شبنم سے کرتا ہے سورج وضو
تجھ سے ہے میری عظمت[3]، مری آبرو
میرا اعزاز[4] ہیں تیری رعنائیاں[5]
رشک باغ ارم میرے ہندوستاں

دلکشی تیرے رنگیں نظاروں میں ہے
روشنی چاند، سورج، ستاروں میں ہے
تازگی موسموں کی بہاروں میں ہے
زندگی ہر طرف مرغزاروں میں ہے
تا افق ہے ترے رحمتِ بیکراں
رشکِ باغِ ارم میرے ہندوستاں

۱ جنت کا باغ جس پر رشک کرے ۲ مشک کی خوشبو والی ۳ بڑائی ۴ عزت ۵ خوبصورت یعنی خود بھی ویسا ہی ہونے کی آرزو کرے۔

بحر[1]، دریا و میدان، ریگِ رواں[2]
گرمیاں، شوخ برسات اور سردیاں
شادمانی سے روشن زمیں آسماں
بالیقیں رشکِ جنت ہے تیرا جہاں
ہے ہمالہ تری رفعتوں[3] کا نشاں
رشکِ[4] باغِ[5] ارم میرے ہندوستاں

جو بھی تری محبت میں سرشار ہے
صاحب عظمت[6] و حسن کردار[7] ہے
تجھ پہ قربان ہونے کو تیار ہے
خوش نصیبی کا وہ شخص حق دار ہے
تجھ سے وابستگی[8] تو ہے اعزاز جاں[9]
رشکِ باغ ارم مرے ہندوستاں

❋❋❋

۱ سمندر ۲ بہتا ہوا ریت ۳ اونچائی ۴ کسی کو اچھا دیکھ خود بھی ویسا ہی بننے کی خواہش کرنا ۵ شداد کی جنت ارم کا باغ ۶ بڑائی والا ۷ اچھے کردار والا ۸ متعلق ہونا ۹ جان کی عزت

"علم"

علم توقیر[1] آدمیت ہے
ارتقا[2] کی یہی ضمانت ہے

طفل[3] ہو یا بزرگ سب کے لیے
علم تعبیر خواب رفعت[4] ہے

جہل[5] دشمن ہے آدمیت کا
علم سے آدمی کی عظمت ہے

علم وہ روشنی ہے جس کا سبق
پیار اور دوستی سے رغبت ہے

جو تعصب سے ذہن پاک کرے
جرم جس کی حدوں میں نفرت ہے

زیست کا راز جاننے کے لیے
آج تعلیم کی ضرورت ہے

علم کی شمع کیجیے روشن
علم کی روشنی ہی رحمت[6] ہے

[1] عزت [2] ترقی [3] بچہ [4] اونچائی [5] جہالت [6] مہربانی

"اُردو"

ہر مہذب[1] کے تخیل[2] کی ادا ہے اُردو
یہ حقیقت ہے کہ شائستہ نوا[3] ہے اُردو

کبھی راحت، کبھی نغمہ، کبھی نالہ[4]، کبھی کرب[5]
بزم احساس کی صد رنگ صدا ہے اُردو

گو ہے شمشیر[6] تعصب سے لہو رنگ، مگر
تو نے یک[7] جہتی کا پیغام دیا ہے اُردو

حق دیا ہے تجھے آئیں نے مگر تو پھر بھی
شاہِ جمہور کے ایواں[8] میں گدا ہے اُردو

منصفِ وقت کے انصاف سے محروم ہے کیوں
کس لیے کرب مسلسل کی صدا ہے اُردو

اس کا اس کے ہی نمک خوار گلا کاٹتے ہیں
زندہ جاوید مگر نامِ خدا ہے اردو

رہ بری کرتی ہے ابرار یہ ہر رہ رو کی
شہرِ تہذیب کا روشن وہ دیا ہے اُردو

۱ تہذیب والا ۲ خیال ۳ بہتر ۴ آہ ۵ دکھ ۶ طرفداری کی تلوار ۷ ایکتا ۸ دربار۔

"عید ملن"

رنگ اور نور[1] فزا صبحِ وطن ہو جیسے
ہر کلی پھول یہاں رشکِ چمن ہو جیسے

آمدِ صبح[2] کے مژدے[3] سے اُڑی ہیں نیندیں
آج کا چاند مسرّت کی کرن ہو جیسے

تذکرہ[4] عید کا شیریں[5] ہے سویوں کی طرح
آج ہر بات میں خوش ذائقہ پن ہو جیسے

ملتے جاتے ہیں گلے رآمؔ، محمدؐ، جوزفؔ
اس مساوات[6] میں بے ساختہ پن ہو جیسے

آبِ خوش[7] رنگ کی بارش تو کبھی دیوالی
ہر ملاقات یہاں عید ملن ہو جیسے

شاعری پیار محبت کا سبق دیتی ہے
دل سے دل ملنے ابرارؔ یہ فن ہو جیسے

۱ نور پھیلانے والی ۲ صبح کا آنا ۳ خوش خبری ۴ ذکر ۵ میٹھا ۶ برابری ۷ اچھے رنگ کا پانی۔

''دیوالی''

دیوالی کے دیپ جلائیں آجاؤ روشن روشن گیت سنائیں آجاؤ
گوشے گوشے میں تزئین[۱] و زیبائی[۲] صاف کریں ہر دل کی میلی انگنائی
فطرت نے بھی مستی میں لی انگڑائی خوشیوں کا سنگیت سنائیں آجاؤ

دیوالی کے دیپ جلائیں آجاؤ
روشن روشن گیت سنائیں آجاؤ

آشاؤں کی منزل پر سب کا من ہو نفرت جائے، پیار کی جوتی روشن ہو
پریم نگر میں چاہے داؤ پہ جیون ہو بھید بھاؤ پہ تیر چلائیں آجاؤ
دیوالی کے دیپ جلائیں آجاؤ
روشن روشن گیت سنائیں آجاؤ
روشنیوں کے جال بھی کتنے سندر ہیں دیپک مالائیں گھر گھر کا زیور ہیں
پھلجھڑیوں جیسے چہروں پر تیور[۳] ہیں ہر ظلمت[۴] کو آج مٹائیں آجاؤ
دیوالی کے دیپ جلائیں آجاؤ
روشن روشن گیت سنائیں آجاؤ

۱ سجاوٹ ۲ خوبصورتی ۳ انداز ۴ اندھیرا۔

ہار چکے ہر بازی اب راون والے   لچھمی کی پوجا کرتے ہیں دھن والے
اپنی دنیا ہم بے چارے من والے   آتش بازی سے چمکائیں آجاؤ

دیوالی کے دیپ جلائیں آجاؤ
روشن روشن گیت سنائیں آجاؤ

سب کے لیے خوشحالی کا یہ سال رہے   ہر انساں کی قسمت میں زر مال رہے
کوئی نہ اب اس دھرتی پر کنگال رہے   ہر قسمت پر نور بنائیں آجاؤ

دیوالی کے دیپ جلائیں آجاؤ
روشن روشن گیت سنائیں آجاؤ

''برسات''

جواں برسات کا موسم ہے یارو
ہوا میں نشۂ پیہم[1] ہے یارو

پپیہا، مور، اور کویل کی تانیں
نہایت دل نشیں[2] سرگم ہے یارو

نین میں نیند کی مستی گھلی ہے
ہر اک آواز اب مدھم ہے یارو

کبھی تیزی، کبھی ہلکی پھواریں
کلیلیں مارتا موسم ہے یارو

مثال پردۂ[3] سمیں ہے سپنا
تصوّر مثل جامِ[4] جم ہے یارو

نرالی وقت کی انگڑائیاں ہیں
رتوں کا یہ حسیں سنگم ہے یارو

چلی پروائی سب کو نیند آئی
سہانے خواب کا عالم ہے یارو

۱؎ مسلسل نشہ ۲؎ دل میں گھر کرنے والا ۳؎ سنیما کا پردہ ۴؎ جمشید کا پیالہ

لوری

صندل کا پلنا جھولے مری دیبا
پیار کی خوشبو لے مری دیبا

نیند پری آ چھم چھم چھم چھم
گھنگھرو ترے چھولے مری دیبا

امی کی باہیں کتنی سہانی
ہر شے کو بھولے مری دیبا

آپی جھلائیں، بھائی جھلائیں
خوش ہوکر جھولے مری دیبا

مست ہوائیں گیت سنائیں
نندیا کی بولے مری دیبا

ابا، امّی تجھ پر واری
ان کی دعا تو لے مری دیبا

خواب میں جب جب پینگ بڑھائے
چندا کو چھولے مری دیبا
صندل کا پلنا جھولے

''نندیا رانی''

نند یا رانی آجانا   میٹھے گیت سنا جانا
سندر تیرا کاجل ہے   چھم چھم تیری پایل ہے
مہکا مہکا آنچل ہے   دیا کو بہلا جانا
نندیا رانی آجانا
میٹھے گیت سنا جانا
سندر سندر گہنے ہوں   اچھے کھیل کھلونے ہوں
میٹھے میٹھے سپنے ہوں   اپنا روپ دکھا جانا
نندیا رانی آجانا
میٹھے گیت سنا جانا
تیرا آنچل دھانی ہے   تو سپنوں کی رانی ہے
سندر اور سہانی ہے   اپنا رقص دکھا جانا
نندیا رانی آجانا
میٹھے گیت سنا جانا



''ترنگا''

سہ رنگا قومی پرچم ہے
اس کے آگے ہر سر خم[1] ہے

میرے دیش کی عظمت ہے یہ
میری متاع[2] وعزت ہے یہ

اب کچھ ارتھ کے موتی چن لو
تین رنگوں کے گن بھی سن لو

زعفرانی ہے رنگ نرالا
قربانی کا اس میں اُجالا

سفید رنگ پر چکر بنا ہے
پیکر[3] امن اہنسا کا ہے

ہرا رنگ قوت سب جن کی
ویرتا اور ترقی دھن کی

اس کی بلندی جب تک ہوگی
دیش کی عظمت تب تک ہوگی

ا سر جھکا ہوا ۲ پونجی ۳ تصور

''انبۂ برسات''

غالب کے ہے ہر شعر میں ہر بات میں لذّت
تھی ان کو مگر انبۂ[1] برسات میں لذت

ہوں آم مگر خوب ہوں، مرزا کا یہ ارشاد[2]
ہے اس کی فراوانی و بہتات میں لذت

سب نوش[3] کریں مل کے اگر قاش[4] بہ ہر قاش
کیسے نہ ہو اس پیار مساوات[5] میں لذت

یہ قول[6] اسد آم گدھوں کو نہیں مرغوب[7]
ہے ان کے مذاق اور خیالات میں لذت

انفاسو، چونسہ و دسہری کہ ہو قلمی
ابرار ہے آموں کی ہر اک ذات میں لذت



۱ برسات کا آم ۲ کہنا ۳ کھائیں ۴ پھانک ۵ یکتا ۶ کہنا ۷ پسند

نغمۂ وطن

(آزادی کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر)

اے وطن اے وطن تیری جے
کرلی آدھی صدی تونے طے

جشن آزادی آؤ منائیں　　دیش سے پیار کرنا سکھائیں
دشمنی اور کدورت[1] مٹائیں　　سب پیئیں دیش بھگتی کی مے
اے وطن اے وطن تیرے جے

پاک ہے تیری پیاری زمیں　　تیرے ذرات[2] ہیں دلنشیں[3]
دیش تجھ سا جہاں میں نہیں　　تیرے نغموں میں جنت کی لے
اے وطن اے وطن تیری جے

[1] من کا میل [2] ذرے [3] دل میں گھر کرنے والا۔

قابل[1] قدر ہیں وہ سبھی — تجھ پہ جاں جن جیالوں نے دی
ان کے آگے جبیں[2] جھک گئی — بھارتی تھے وہ کتنے ابھے
اے وطن اے وطن تری جے

محنتی ہیں ترے سب کساں — تیرے تجار[3] صنعت گراں[4]
تیری سائنس ہے گلفشاں[5] — تو ترقی کی راہوں پہ ہے
اے وطن اے وطن تری جے

---

۱ قدر کرنے کے قابل ۲ ماتھا ۳ تجارت کرنے والے ۴ انڈسٹری والے ۵ پھول برسانے والی

”گاؤں کی زندگی“

طائروں[1] کی چہک یہ نویدِ سحر[2]
آمدِ مہر[3] سے جاگ اٹھے شجر[4]
ظلمتوں سے نکل آئے دیوار و در
نور ہی نور ہے تا بہ حدِّ[5] نظر

جلوہ آرا ہوئی صبح کی انجمن
گاؤں کی زندگی سادگی بانکپن

پھر چراگاہ[6] کو جانور بے شمار
گامزن[7] ہوگئے باندھے اپنی قطار
چل پڑے مرد[8] وزن جانب کار زار[9]
جاری پھر ہوگیا صبح کا کاروبار

سب کی منزل ہے محنت مشقت لگن
گاؤں کی زندگی سادگی بانکپن

۱ پنچھی ۲ صبح کی خوش خبری ۳ سورج کے آنے سے ۴ پیڑ ۵ جہاں تک نظر جائے ۶ جانور کے چرنے کی جگہ
۷ چل پڑے ۸ آدمی اور عورتیں ۹ کام کرنے کی جگہ۔

محنتوں میں کسی کو نہیں پیش وپس[1]
مرد وزن سادہ دل ہر قدم ہر نفس[2]
ان کے من میں ہے لالچ نہ بغض وحسد
پیار کا پی رہے ہیں سبھی سوم رس[3]

رشک جنت[4] ہے اس کی حسیں انجمن
گاؤں کی زندگی سادگی بانکپن

کھیت سرسبز ہیں لہلاتے ہوئے
پیارے منظر دلوں کو لبھاتے ہوئے
پھول سرسوں کے نغمے سناتے ہوئے
سر بسنتی ہوا میں اُڑاتے ہوئے

ہر طرف جیسے سنگیت ہو موجزن[5]
گاؤں کی زندگی سادگی بانکپن

۱ ہچکچاہٹ ۲ سانس ۳ آب حیات ۴ جنت کو شرمانے والی ۵ لہراتا ہوا موج مارتا ہوا۔

نفرتوں کا نہیں ہے یہاں پر چلن
پیار اور دوستی کی ہے سب کو لگن
سادہ دل ہیں یہاں سارے مرد اور زن[1]
ان کے ماتھوں پہ پڑتی نہیں ہے شکن

رخ دمکتے ہوئے مسکراتے نیَن
گاؤں کی زندگی سادگی بانکپن

تیل کی گیس اور چمنیوں کا دھواں
بے مروت نگاہیں بدلتی زباں
شور وشر جھوٹ دھوکا تصنّع[2] زیاں
جھنجھٹوں سے یہاں ہے اماں[3] ہی اماں

سب سے بیداغ ہے گاؤں کا پیرہن[4]
گاؤں کی زندگی سادگی بانکپن

***

---

[1] عورت [2] بناوٹ [3] حفاظت [4] لباس

''جنگل جیون''

ہے عجب زندگی میں یہاں بانکپن
وادیوں کی فضائیں نسیمِ[۱] ارم
ہر طرف گل کھلاتی ہوا دم بہ دم
نالے ندیاں زمیں سینچتے ہر قدم
زیست[۲] کی ساری رعنائیاں ہیں بہم
رحمتیں ہیں مناظر[۳] پہ سایہ[۴] فگن
ہے عجب زندگی میں یہاں بانکپن

پربتوں کے کہیں بیکراں سلسلے
آبشاروں سے انمول امرت گرے
برف ہے کوہ کی چوٹیوں کو ڈھکے
سردیوں کی قبا پیڑ اوڑھے ہوئے

دستِ[۵] فطرت کا بے مثل اظہارِ[۶] فن
ہے عجب زندگی میں یہاں بانکپن

---

۱ جنت کی ہوا ۲ زندگی ۳ نظارے ۴ سایہ کیے ہوئے ۵ قدرت کا ہاتھ ۶ فن کا اظہار

اژدہے، شیر، ہاتھی بگھیرے، ہرن
قمریاں، باز، شاہین، زاغ[1] وزغن
بلبلیں، مور، کویل، پپیہے مگن
طائرانِ[2] حسیں، جانور، مردو زن

مطمئن ساری مخلوق سادہ ہیں بن
ہے عجب زندگی میں یہاں بانکپن

خوب ہیں موسموں کی بہاریں یہاں
ابر سے پھوٹتی ہیں پھواریں یہاں
گرم سورج کی گاہے کٹاریں یہاں
سردیاں زندگی کو سنواریں یہاں

حوصلہ، ظلمتیں[3] روشنی اک لگن
زندگی ہے یہاں سادگی بانکپن

۱۔ چیل کوے ۲۔ خوبصورت پنچھی ۳۔ اندھیرا

پھول پھل، پیڑ بوٹوں کی رنگینیاں
جن کو قدرت نے بخشی ہیں رعنائیاں
دیو ہیکل[1] شجر[2] چومتے آسماں
رات، دن، مہر[3]، تارے، قمر، کہکشاں

شب کو بیتاب جگنو پھریں ضوفگن
زندگی ہے یہاں، سادگی بانکپن

---

[1] دیو جیسے [2] پیڑ [3] سورج

"کھیل"

دانش گڑیا ڈولی آؤ
کھیلیں آنکھ مچولی آؤ

دیبا کو بلواؤ تمی
بھاگو ہاتھ نہ آؤ تمی

بشریٰ اور آزاد کہاں ہیں
رومانہ، فرزاد کہاں ہیں

آؤ شہیرہ، بے بی، لبنیٰ
ہاتھ نہ آنا ایسے چھپنا

رویا روبی اور کلجیت
پشپا، رانی اور گرمیت

اشہر کہے ندا سے بجیہ
مونو کی ہے پکی ٹکیہ

جس کو بھی چھوڑے گا چور
چور بنے گا وہ فی الفور

اب کے چور بنی رمشہ ہے
یوں بچوں میں شور مچا ہے

تم بھی اے ابرار اب آؤ
بچوں میں بچے بن جاؤ

"ماں"

ماں تو معمار[1] آدمیت ہے
تیرے پیروں کے نیچے جنت ہے

دھوپ میں خود ہے، ہم ہیں سائے میں
تیری قربانی، تیری عظمت[2] ہے

بھوکا رہ کر ہمیں کھلاتی ہے
میری ماں رشک آدمیت ہے

پاس جن کے تو آ نہیں سکتی
تیری ایسوں کو بھی ضرورت ہے

تربیت تیری میرا مستقبل[3]
تیری ہستی عظیم[4] نعمت ہے

ہے ترا فیض یہ یقیں ہے مجھے
جو بھی کچھ عقل ہے ذہانت ہے

میں دعاؤں کے سائبان میں ہوں
جس سے ہر پل مری حفاظت ہے

[1] بنانے والا [2] بڑائی [3] آنے والا زمانہ [4] بڑا

''بچپن''

بادشاہی ہے ہمارا بچپن
جاکے آتا نہیں پیارا بچپن

اک نئی ہستی کی تعمیر ہوئی
جب بزرگوں نے سنوارا بچپن

ایک دن بنتا ہے کوشش سے قمر
ہوتا ہے پہلے ستارا بچپن

پیارا پیارا سا نہایت معصوم[1]
ہے ہر اک آنکھ کا تارا بچپن

ہے ہر اک فکر سے غم سے آزاد
ہو ہمارا کہ تمہارا بچپن

اس کو بے کار کہا جاتا ہے
جس میں ہوتا نہیں پیارا بچپن

مثل طوفان بھی بن جاتا ہے
بحر[2] ہستی کا کنارا بچپن

یہ تو ابرار سبھی جانتے ہیں
ہے ہر اک ماں کا دلارا بچپن

۱؎ گناہ سے پاک ۲؎ زندگی کا سمندر

''آم کی شان میں مثنوی''

کیف و مستی کا جام دے یا رب
ہم کو خوش رنگ آم دے یا رب

شکر تیرا بہ احترام کریں
ہر تمنا کو نذر آم کریں

اہمیت اس کی اس کے ناموں کا
ذکر ویدوں میں آیا آموں کا

ہے کتابوں میں آم کا ورنن
ذکر کرتی ہے اس کا رامائن

مینگو، امب، انبہ، سوت، امڑی
پشپ مچھوا، رسالا اور آنبی

امبیہ، استاوتیلا، مہکا پھل
اور پیتانکھ، اُبنج، اچھا پھل

بنڈچل، کاٹاہ اور نغزک
آم کے اسم عام[۱] ہیں بے شک

آم خالق[۲] کی ایک نعمت ہے
آم سے ہر بشر کو رغبت[۳] ہے

آم کے بارے میں کریں کچھ بات
ہوں بہم کچھ مفید معلومات

۱ رسم عام Comon Name ۲ بنانے والا (خدا) ۳ چاہت

ایشیا، خاص، اور افریقہ
آم خود[۱] رو یہاں پہ ہیں پیدا

ملتے ہیں آم کے یہاں سائن
ہو برازیل یا فلپائن

ساؤتھ افریقہ، کینیا، مالی
آم ہے آسٹریلیا میں بھی

میکسکو، مصر، اور مڈا گسکر
جمیکا، کیمرون میں یہ ثمر

خود رو ہوتا ہے جابجا پیدا
کاشت کا سلسلہ نہیں ہوتا

ایک سینگال بھی ہے ملک جہاں
ہوتا ہے دستیاب[۲] آم وہاں

اس کا مرکز ہے خاص ہندوستاں
آم کے باب میں ہے خلد نشاں[۳]

اس کا منبع[۴] ہیں بنگلہ اور بہار
ہے یہاں آم اک حسیں اپہار

مدھیہ پردیش اور راجستھان
دونوں پردیش میں ہے آم کی کھان

۱ خود پیدا ہونے والا ۲ ملنا ۳ جنت جیسا ۴ نکلنے کی جگہ

ہیں مہاراشٹر آندھرا اور میسور
ہے جہاں آم کھانے کا دستور

یوپی ہے خاص آم کا مرکز
اس کے بہتر نظام کا مرکز

ہیں قلمبند[1] وتخم کار[2] یہاں
انبہ کاری[3] کے فن شعار[4] یہاں

سب کو حاصل یہاں ہے شہ کاری
آم کی کاشت یاں ہے فن کاری

شہ جہاں پور، بریلی، اور بجنور
آم خوری[5] کا یاں عجیب ہے طور

رامپور، میرٹھ اور بلند شہر
قسمیں ہیں آم کی یہاں بہتر

لکھنؤ شہر اور ہر دوئی
بہتریں ہے یہاں قلم بندی

ہیں مظفر نگر سہارن پور
آم کھانے کا ہے یہاں تو شعور

شہر وارانسی فرخ آباد
کتنی ورائٹی ہیں یاں ایجاد

دیش باغات کا مرادآباد
آم کھا کے کھلا کے سب دل شاد

[1] قلم لگانے والے [2] بیج بونے والے [3] آم کی پود لگانا [4] فن جاننے والے [5] آم کھانا

باغبانی کا فن ہنر مندی
آم کی کاشت اور قلم بندی[1]

کیسے موسم زمیں ہیں درکار
کس طرح ہو حفاظت اشجار[2]

بھوڑ اول و دومٹ وٹمیار
آم کی کاشت کے لیے درکار

آم کی ہوں بیان چند صفات[3]
ہم کو اس باب میں ہوں معلومات

فیض[4] انبہ کی صورتیں ہیں بہت
ہے نرالی ہر ایک اس کی صفت

آم نعمت ہے اس کو گھر لے جائیں
چوس کر کھائیں کاٹ کر کھائیں

اس کا امرس بنائیں یا چٹنی
ہو مربہ کہ سرکہ کی آنبی

چٹنی میٹھی ہو یا کہ ہو نمکین
پیس کر اس کو سل پہ کیجیے مہین

آم کا ہے اچار ذائقہ دار
ہے یہ موسم کا خوش مزا اُپہار

---

۱ بچوں کا تحفہ ۲ فائدہ ۳ آم۔

سرکہ کی چٹنی یا مقطر کی
کچے یا پکّے آم کی سبزی

اس کا امچور پاوڈر لے لیں
اپنے سالن کو ذائقہ بخشیں

منیگو شیک لیجئے یا مازا
پی کے ہوجایئے ترو تازہ

آم پاپڑ ہے تحفۂ[۱] اطفال
منگو بائٹ کرے سبھوں کو نہال

دیسی آنبی بہت نرالی ہے
اس کی ہر ذات ہی مزے کی ہے

اس کی ہر شے سے ملتا ہے فیضان[۲]
تختے کڑیاں عمارتی سامان

ہو برادہ کہ ٹہنیاں پتّے
کام ایندھن میں آتے ہیں سارے

پود کا بیج آم کی گٹھلی
نسل بڑھتی ہے اس سے انبہ[۳] کی

چھلکے پھینکو تو جانور کھائے
ورنہ پھر اس کا کھاد بن جائے

---

۱ قلمبندی کی ذریعہ آم کی قسمیں بنائی جاتی ہیں ۲ پیڑ ۳ گن ۴ وجہ ۵ آم سے فائدہ پہونچنا

کوئی جز[۱] اس کا نامراد نہیں
فیض ہی فیض ہے ثمر یہ حسین

ہے شفا[۲] بخش بے بہا ہے یہ
کتنے امراض کی دوا ہے یہ

صفرا بلغم فساد خوں، اسہال
قلب کے اختلاج کا جنجال

لو کی تکلیف، ہاضمہ، نکسیر
حلق کے زخم کے لیے اکسیر

انجناری سے آنکھ کا دکھنا
خون کا بہنا، بال کا گرنا

ملتی ہیں کس قدر دوا اس سے
سارے امراض کی شفا اس سے

آم کا علم آئیے سیکھیں
ڈال اور پال کا مزا چکھیں

دیتے ہیں راحت آدمی کو مدام[۳]
ڈال کا پانی اور پال کے آم

آم جیسے ثمر بہشت[۴] کا ہے
اس میں گویا اثر بہشت کا ہے

۱ حصہ ۲ شفا یعنی آرام دینے والا ۳ ہمیشہ ۴ جنت۔

آم خوش رنگ اور خوشبو دار
مہ جبیں جیسے کر کے آئے سنگھار

سارے اوصاف اس میں ہیں عالی[1]
اس کی اثمار[2] میں شہنشاہی

عام انسان ہو کہ عالی جاہ[3]
حسن پہ اس کے ہے سبھی کی نگاہ

مختلف لذتیں، انوکھی صفات
آم کا رس ہے گویا آبِ حیات

اس کی لذت کے ہیں عجب گوشے
پیٹ بھر جائے دل مگر نہ بھرے

کتنی تو ہوں گی اجنبی شاید
اس کی قسمیں ہزار سے زاید

اس کے اب اسم خاص بھی سنیئے
ساتھ ہی کچھ خواص بھی سنیئے

ہے شہنشاہ[3] اشرف الانبہ[4]
اس کا اسمِ[5] شریف ہے چونسہ

سُرخہ، لنگڑا، دسہری، عالمگیر
ہیں یہ چونسہ کے سب امیر و وزیر

۱؎ اونچے ۲؎ پھل ۳؎ اونچے منصب والا ۳؎ بادشاہ ۴؎ آموں میں سب سے ممتاز ۵؎ نام

ثمر طوبیٰ حوض کوثر بھی
بالیقیں ہے ثمر بہشت یہی

روح افزا و جامِ جم الماس
امرتی، آفتاب، رحمت خاص

انگبیں، جاں نواز، جوئے شیر
زلف لیلیٰ، بتاشہ، بدر منیر

خوش ادا، دلنواز، چمپارن
ارمغاں، بے بہا و شیریں دہن

چینی، شکر، سہاگ اور شمشاد
بارہ ماسہ رنگیلا زندہ باد

شوخ، پکھراج اور حضور پسند
ہے رئیس الثمر کہ جیسے قند

بیجو بھاگل پور، بنگلورا
کھاؤ آرام جاں، من و سلویٰ

چمپا، نوابِ باغ اور فجری
خوشبو پانچہ پسند کی اچھی

دوارکا رام کیلا سورن لتا
قسم مینا کشی بہت اعلیٰ

بمبئی، سبز، ترچنا پلی
پورنیہ، رام رتن، بنگالی

کرشن بھوگ اور حلوہ سوہن
ارمغاں رتن کیوڑہ آمن

بالو شاہی، ملائی، اور پیڑا
رس ملائی، بتاشہ، رس گلا

آمن عبد الودود، عباسی
سادہ کار و کلاں و انگوری

الفن آنولہ و شوخ الفس
ہے کریلہ کہ زرد شہد زبس

امرپالی و شوخ راج محل
اوٹنی کا کہاں ہے کوئی بدل

لاٹ کمپو، میاں کی آمن کھاؤ
لال موہن، تو ڈنگرا بھی لے جاؤ

کھائیں روشن طباق خوشبودار
اپنا چہرہ کریں ذرا گلنار

آمن بیننی، بہشتی کلاں
بملی و خود پسند، نقوی میاں

اکبر ثانی بادشاہ پسند
حسن والا علی میاں سے بلند

آمن خورد اور نجیب آباد
ہے اننّاس کیا ستم ایجاد

لال جی، بے نظیر، لذت بخش
کیا ہی تیموریہ ہے فرحت بخش

فاختہ، دیسی، لنگڑا اور چٹا
رس ہے میٹھا گلاب جامن کا

بے بہا، بھوڑ داس، سبز پری
کھاؤ بیساکھیہ جو ہے تخمی

کیا ہے بھاگل سہائے، بے ریشہ
بھدیاں بھگونت اور بیدانہ

زردہ ہاول پیولس اور ترنج
پیری، نیلم کو کھائیں نکتہ سنج

چتلا امروہہ چپٹا، خاص الخاص
جن کے متوالے ہیں عوام و خواص

در بہشت، حسن اتفاق، پری
زردہ و زعفران راس پوری

سیڈ لیس رشکِ گلستاں گولہ
کھائیں سید پسند بے ریشہ

شمس الاثمار، بنگلہ والا کھائیں
بالیقیں رشکِ گلستاں بن جائیں

سبزہ و بے نشان، مالدہا
خوبرویا، ہرا بھرا، رانجھا

نامی کالا، سفیدہ اور کٹھا
سب کا مخصوص ذائقہ عمدہ

ہے سہرا بلّلو کیا ہی خوب
سب کو نادر وجود ہے مطلوب

کچا میٹھا، کٹبل و ہاتھی جھول
ہے حبیب الثمر کہ جیسے پھول

حسن افروز، تلہر شیریں
بدر الاثمار شیرہ دار حسیں

کھاؤ داؤد بھوگ بامعیار
ہے سعیدا بھی کتنا خوشبودار

خاص کالا پہاڑ، تالابی
کھایئے ہیم ساگر اب اصلی

رٹے والا ورطب، پارس بھاگ
خوش مزا ایسے کچھ لپیٹ نہ لاگ

کھا کے خربوزہ ذائقہ حیراں
حسن والا و حلوہ محسن خاں

دیکھو رس گولہ، کھاؤ باغ بہار
ہے ثریا بہت ہی خوشبودار

سوجیہ، دیوبند، فیروزہ
جویا چندن، امنی، بیدانہ

دودھ، مونگیر، بے نشاں، بھورا
انوپاں اصلی اور پدم والا

چمپا، کلکتہ اور عبید پسند
کردیں آرینج، من مکھی خورسند

دلبر، پٹنہ، ریوڑی، سردہ
زیدی، امرود اور مرغوبہ

رامپوری سموسہ سرخہ چمن
دیکھیے رام کیوڑہ کی پھبن

کیوں نہ ہو دلپذیر بادامی
یہ تو خانم پسند ہے بھائی

نہیں ہے خوبصورتا میں کھوٹ
کھاؤ حامد پسند، پٹوا کوٹ

شوخ باگل سہائے دوفصلہ
اندر مانک، بناری، سرخہ

آم اوّل تو کوہِ طور ہوا
سر چڑھا ثانی کوہ نور ہوا

کھائیں گوپال بھوگ سندوری
پنج سیرا، ترنج، کستوری

استعارے[1] بلیغ تشبیہات[2]
اس میں پنہاں[3] ہیں کتنی تلمیحات[4]

حسن آرا، پری الف لیلیٰ
رانجھا و دیوزاد، شہ دولھا

تانا شاہ دلفریب اور دیواں
روغنی دل پسند روح رواں

شوخ بیگم پسند بیضاوی
ربڑی، دیڑ، حسین طوطا پری

کھاؤ آرام جان و افغانی
قلمی الفانزو و رومانی

[1] کسی کو چاند کہنا استعارہ ہے [2] چاند جیسا کہنا تشبیہ ہے [3] چھپا ہوا [4] تلمیح کو تاریخی واقعہ بیان کرنے کو کہتے ہیں۔

زرد آلو، رٹول، رشکِ قمر
کوئی ثانی نہیں ہے ان کا ثمر

آم فردوسیہ رئیس پسند
کھا کے جاوید کو رہو خورسند[۱]

نام ان کے کہاں تلک سنیئے
سنتے گر جایئے تو سر دھنیئے

اس کا ہم سر کوئی جہاں میں نہیں
آم کا باغ ہے بہشت بریں[۲]

کام یہ بھی عجیب آتا ہے
دل کو دل کے قریب کرتا ہے

تحفتاً[۳] بھیجئے کسی کو جو آم
دور سے دیکھ کر کرے وہ سلام

یہ ثمر سارے جگ میں نامی ہے
قومی یک جہتی[۴] کا پیامی ہے

ہندو مسلم ہوں سکھ کہ عیسائی
اس کی تو سب سے ہے شناسائی[۵]

آؤ انسانیت کے کھائیں آم
اس ثمر[۶] کا یہی تو ہے پیغام

۱ خوش ۲ جنت ۳ تحفہ کے طور پر ۴ قومی ایکتا ۵ جان پہچان ۶ پھل

ابرار کرت پوری

۱۔ ورفعنا لک ذکرک	نعتیہ کلام
۲۔ خوشبو خیال کی	غزلیات کا مجموعہ
۳۔ مدحت	غالب کی زمینوں میں نعتیہ کلام
۴۔ خالق ذوالجلال	منظومات حمد
۵۔ غزوات	طویل مثنوی
۶۔ دلکش نظمیں	بچوں کی نظمیں
۷۔ بچپن	بچوں کی نظمیں (کتاب ہذا)

زیر طبع کتب

۱۔ شہرِ علم	نعتیہ کلام
۲۔ بعد از خدا	نعتیہ کلام
۳۔ بزرگ توئی	نعتیہ کلام
۴۔ حرف زار	غزلیات کا مجموعہ
۵۔ سب رنگ	مختلف منظومات
۶۔ نعت	نثر میں نعت سے متعلق کتاب
۷۔ قادر مطلق	مجموعہ محامد

مرکزِ علم و دانش۔ قدسیہ منزل 172/6 ذاکر نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

